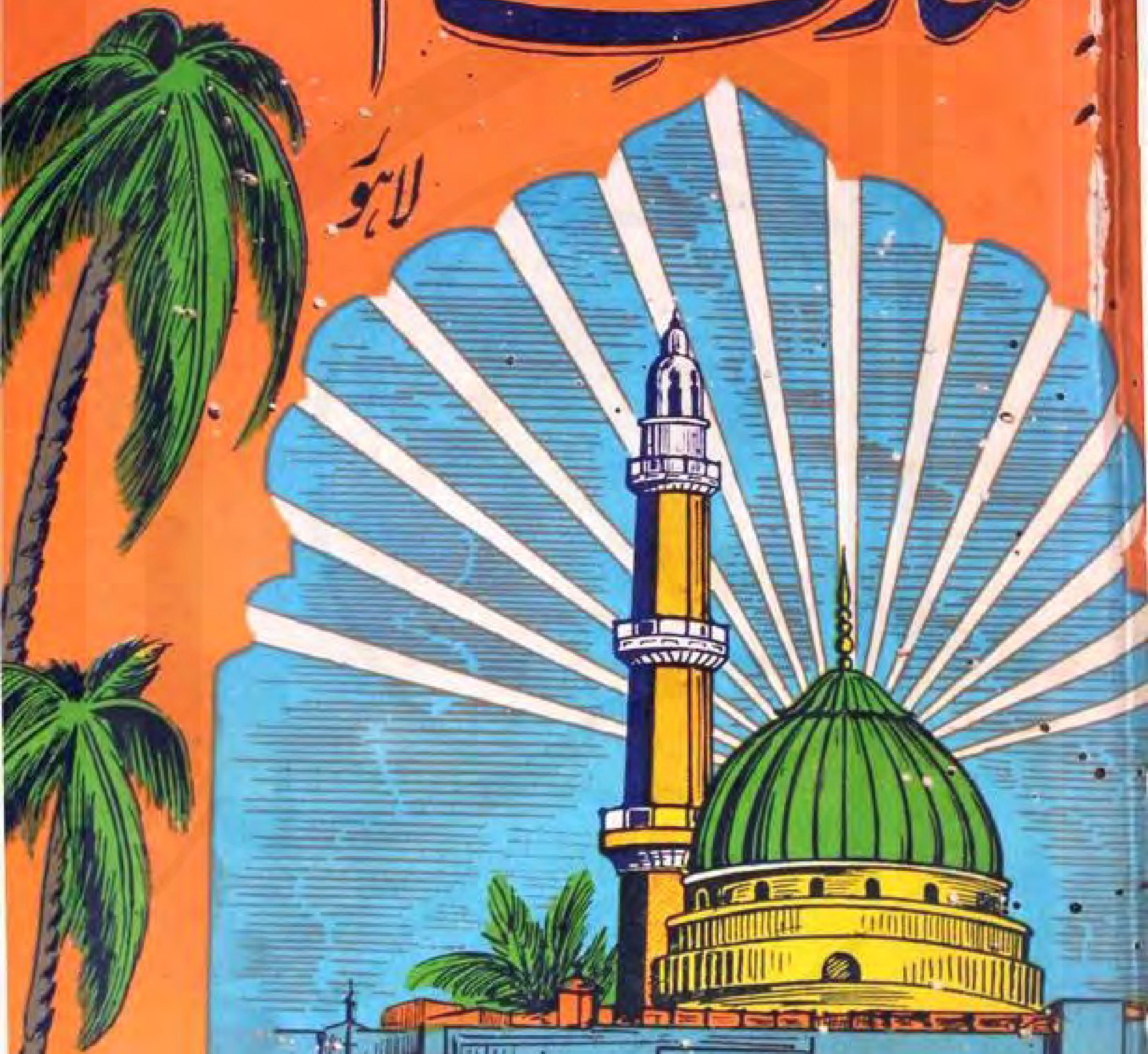
مدینۃ العلم و علیؑ بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب (قول رسول مشفق بین المسلمین

ماہنامہ

معارفِ اسلام

لاہور



نگرانِ اعلیٰ :- علامہ سید امداد حسین کاظمی

مدیرِ حصہ نسواں :- سیدہ عندلیب زہرا کانپوری

مدیرِ اعزازی :- شیخ غیاث الدین

مدیرِ معاون :- حکیم سید محمود گیلانی

جنرل سیکرٹری :-

ادارہ معارف اسلام (رجسٹرڈ) پاکستان لاہور

كتابُ اللّٰه وعترتُ اهلبیتِ رسولِ اللّٰه کا داعی

ماہنامہ معارفِ اسلام لاہور

[...]ندہ بدل اشتراک [...] روپے — ممالک غیر سے ۶ روپے — فی پرچہ ۵۰ پیسے

تاریخ اشاعت :- ہر انگریزی ماہ کی پانچویں

[...]لد ۹ | ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۳ء مطابق ذیقعد سنہ ۱۳۸۲ ہجری | شمارہ ۱

مندرجات

راستی و درستی بہترین سیاست است!

گفتنیہا

تمام مصائب کا واحد حل

کتاب اللہ و عترت

دیگر مذہب کو چھوڑئیے۔ صرف مسلمانوں کو لیجئے۔ ان میں قرآن حکیم کی جتنی عملی مخالفت اس چودھویں صدی ہجری میں ہوئی ہے، شاید ہی کسی پیشتر کے دور میں ہوئی ہو۔ عہد بنو امیہ و بنو عباس میں بھی حکومتوں کی طرف سے عملی مخالفت ہوتی تھی۔ مگر ٹوکنے والے موجود تھے۔ اور اس صدی میں تو سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ سب طرف سے قرآن! قرآن!! کے نعرے بلند ہو رہے ہیں مگر قرآن کو بھیجنے والے کی منشا کو بالائے طاق رکھ کر جتنی قرآن کی تشریح و تفسیر بالرائے اس زمانہ میں کی گئی ہے وہ پیشتر کے کسی دور میں نہیں کی گئی۔ اور یہ فتنہ قرآن کی سب سے بڑی مخالفت ہے مسلمانوں کی موجودہ فرقہ بندی اور ان کے اختلافات کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے قرآن کا مطلب و مفہوم حقیقی وہ جانتا ہے جس نے بھیجا یا وہ جانتا ہے کہ جس کو بھیجا گیا یا جو حامل قرآن تھا اور خدا کی طرف سے براہ راست یعنی بلا واسطہ شارع اور شارح تھا۔ مگر غضب خدا کا کہ مطلب و مفہوم حقیقی کو بالائے طاق رکھ کر اس صدی میں ہر ایک کے لئے راستہ کھلا ہے کہ اپنی دماغی کیفیت کی جولانی تفسیر قرآن بیان کر کے میں دکھلائے اور اس نعمت عظمیٰ اور خالق عالمین کے اس احسان عظیم کو بازیچۂ اطفال بنا کر جتنی منہ اتنی باتیں یا "جتنے دماغ اتنی تفسیریں" کا مصداق بنائے۔ لہذا قرآن کا مفہوم حقیقی سمجھنے کے لئے دامن محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو تھامنا پڑیگا۔ اور محمدؐ بھی اپنے بعد کے لئے دامن قرآن کو بے عیب و پاک صاف رکھنے کے لئے اور قسم قسم کی متضاد تفسیروں سے بری اور اختلافات کو دور رکھنے کے لئے اسے لاوارث نہیں چھوڑ گئے بلکہ قیامت تک کے لئے انتظام فرما گئے ہیں کہ لوگ مختلف راویوں کے متضاد بیانوں میں نہ الجھیں بلکہ ایک ایسے واسطے کو پکڑیں جس پر سب متفق ہوں۔ ایسا مقدس گروہ قیامت تک کے لئے اس کا وارث اور مفسر ہے جس کی بزرگی و برتری تمام دنیا کے مسلمانوں میں متفقہ طور پر مسلم ہو۔ اور تمام اسلامی دنیا اس سے بخوبی واقف ہے کہ عترت اہلبیت رسول ہی وہ مقدس گروہ ہے جو کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علما و محدثین اور اولیائے کرام غرض سب ہی کی نظروں میں بعد رسولؐ بزرگ و برتر ہے۔ ان کی بزرگی میں کسی کو اختلاف نہیں۔ برخلاف اس کے بجز عترت اہلبیت افراد میں قریباً تمام پر ہی اسلامی فرقوں میں اختلاف موجود ہیں۔ اور یہ اختلاف کیوں نہ

جبکہ خود ان میں آپس میں اختلافات موجود تھے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث اہلسنت والجماعت دہلوی اپنی مشہور کتاب وصیت نامہ مترجم میں رقمطراز ہیں :-

"قومی گمان می کنند کہ ایشان (اصحابؓ) باہم سینہ صاف بودند وہرگز مشاجرات میان ایشان نگذشتہ واین وہم صرف است۔ زیراکہ نقل مستفیض شاہد است بر مشاجرات ایشان وانکار این نقل مستفیض نمی تواں کرد وقومی چوں این چیزہا بدیشان منسوب دیدند۔ زبان بہ طعن ولعن کشادند ودر ہلاک افتادند۔ بر این فقیر ریختہ اند۔ کہ اگرچہ اصحاب معصوم نبودند واز بعض عوام ایشان ممکن کہ چیزہا بوجود آمدہ باشد کہ اگر از دیگراں مثل آں بوجود آید مورد طعن وجرح گردد۔ اما موریم بکف لسان از مساوی ایشان وممنوعیم از سب وطعن ایشان تعبداً برائے مصلحتے وآں مصلحتے آں است کہ اگر فتح باب جرح در ایشان شود روایت از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقطع گردد ودر انقطاع روایت برہم شدن ملت است ....." (نقل بقدر ضرورت)

ترجمہ :- ایک گروہ کا گمان یہ ہے کہ سب اصحاب باہم سینہ صاف تھے۔ ان میں کبھی کچھ جھگڑا نہیں ہوا۔ یہ صرف وہم ہے۔ دوسرے گروہ نے جو ان کی مشاجرات کو دیکھا وہ طعن ولعن سے پیش آئے اور ہلاکت میں پڑے۔ اس فقیر کے دل میں یوں ڈالا ہے کہ اگرچہ اصحاب معصوم نہ تھے اور ممکن ہے کہ بعض عوام سے ایسا کچھ ہوا ہو جو کوئی اور کرتا تو مورد لعن وطعن ہوتا مگر ہم کو حکم ہے کہ ان کی برائی زبان پر نہ لائیں اور بے ادبی سے پیش نہ آئیں۔ اور اس میں مصلحت ہے۔ وہ مصلحت یہ ہے کہ اگر ان پر جرح کرنے لگیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت منقطع ہوتی ہے اور جب روایت منقطع ہوتی ہے تو دین درہم برہم ہوتا ہے ...... (ترجمہ نقل مطابق اصل بقدر ضرورت)۔ وصیت نامہ فارسی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ مع ترجمہ اردو از محمد عبدالاحد غفر لہ الصمد۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔ وصیت نمبر ۵ ص۸ وص۹

معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کی معلومات بہت محدود تھیں۔ وہ تمام عمر اپنی انھیں محدود معلومات کے چکر میں ہی الجھے رہے۔ ورنہ اہلبیت طاہرین (جن کی تعریف وتوصیف اس وصیت نامہ میں بھی انھوں نے کی ہے) سے عظیم ذخیرہ صحیح، متواتر اور متفقہ احادیث وروایات کا موجود ہے وہ بھی انھیں نظر آتا۔ یہاں دوازدہ ائمہ معصومین میں آئمہ اربعہ کی طرح مسائل دینیہ میں اختلاف نہیں۔ شاہ صاحب فرماتے تو یہ ہیں کہ اگر صحابہ سے روایت نہ لی جائے تو دین درہم برہم ہو جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خود صرف اور صرف صحابہ سے روایت لینے والوں میں ہی عظیم اختلافات موجود ہیں۔ یہ دیوبندی۔ بریلوی۔ حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ اہلحدیث واہل قرآن۔ مرزائی۔ مہدوی۔ پرویزی وغیرہ وغیرہ سب کا سلسلہ روایت محض صحابہ رسول ہی ہیں۔ عترت اہلبیت رسول تو نہیں۔ تو پھر دین میں یہ درہمی وبرہمی کیسی۔ اور یہ اختلافات کیسے۔ طرفہ یہ ہے کہ سب فرقے عترت اہلبیت رسول کی بزرگی وبرتری کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ اور ان مقدسین کو عزت وتکریم کی نگاہوں سے بھی دیکھتے ہیں۔ مگر اتحاد بین المسلمین

کے پیش نظر خدا کی اس متفقہ مضبوط رسی کو نہیں تھامتے اور زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن کو تعلیمات عترتِ اطہ
کی روشنی میں رائج نہیں کرتے۔

آج ماہنامہ "معارف اسلام" کے سال ہنم کا آغاز ہے۔ ہم اپنی پالیسی کا ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں۔ معا
اسلام بعد از رسول محض ان مقدسین کی تعلیمات کو پیش کرتا ہے جن کی بزرگی و برتری میں کسی فرقہ اسلام کو اختلا
نہیں۔ جمیع اصحاب رسول اور بطور خاص بطور پر اصحاب اخیار عترتِ اہلبیت ہی کو اپنا سرتاج اور دین اسلام کے ما
برحق تسلیم کرتے تھے۔ صوفیائے کرام کے تمام سلسلوں کی منتہی انھیں پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ علماء و محدثین امت
انھیں کو رہبران دین متین سمجھتا ہے۔ ہر ایک ان کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ دوست تو دوست د
بھی باوجود دشمنی کے ان میں نقص نہیں نکال سکے۔ اور ان کی بلند کرداری و علمی و عملی برتری کا اظہار کرنے
مجبور ہوئے۔ بارہ آئمہ معصومین میں سے پہلے تین امام علیؑ و حسنؑ و حسینؑ (علیہم الصلوۃ والسلام) تینوں
اکرم کے نور عین اور راحت جان تھے۔ اور راکب دوش و مجال تھے۔ نبیؐ نے ان کی رضا کو اپنی اور خد
کی رضا کہا ہے۔ اور انھیں کو اپنے بعد قابل اطاعت فرمایا ہے اور اپنی عترت طاہرہ کی پیروی کا
اپنے بعد علی الاعلان حکم فرمایا۔ چونکہ محض یہی گروہ مرکز اتحاد اہل اسلام قرار دیا جا سکتا ہے۔ لہذا معارف اس
انھیں کی تعلیمات کو پیش کرتا ہے تاکہ مسلمان صحیح اسلامیات سے روشناس ہو سکیں۔ معارف اسلا
کی دل آزاری کرنا نہیں چاہتا۔ اور ہر ایک کے بزرگوں کا ادب و احترام سے نام لیتا ہے۔ مگر جہاں تک
اسلام کی روشنی میں زندگانی دنیا بسر کرنے کا تعلق ہے۔ معارف اسلام بموجب وصیت رسول "اِ
تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَبَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا اَبَدً
اِنَّھُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ" ہی کو اپنی پالیسی کی بنیاد سمجھتا ہے۔ یعنی فرمایا جناب پیغمبر خدا نے کہ "میں ت
درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب اللہ اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہیں، تم ان کی پیروی کر
تو قیامت تک گمراہ نہ ہو گے۔ اور یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے تاوقتیکہ میرے پا
حوض کوثر پر نہ پہنچ جائیں۔

یہ وہ فرمان رسولؐ ہے کہ جس کی صحت پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے اور اجماع ہے اور متعدد صح
رسول مثلاً عبداللہؓ ابن عباس۔ عبداللہؓ ابن عمر۔ جابر ابن عبداللہؓ انصاری۔ زیدؓ بن ارقم۔ ابوایوبؓ انصاری
خدری۔ ابوذرؓ غفاری اور ابوہریرہ وغیرہ اس کے راوی ہیں۔ خود امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰؑ نے اس کی تائید
فرمائی ہے۔ اور مخدرات میں سے خاتون جنت حضرت سیدۃ النساء فاطمہؑ کے علاوہ ام المومنینؓ ام سلمیٰ اور ام ہانی بھی ا
راوی ہیں۔ اور شیعہ و سنی اور اہلحدیث کے کم از کم ۱۸۵ مستند مخرجین حدیث نے اس کا استخراج فرما کر اس کے متو
ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ لہذا قرآن و اسلام کا علم صحیح بعد از رسول سوائے عترتِ طاہرہ رسول اللہ کے کسی اور
حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم گمراہی سے بچنا چاہتے ہیں تو اس اصول کو اپنانا ہو گا۔

عبّاسی کی تصنیفِ پلید "خلافتِ معاویہ و یزید" کی ضبطی

(گورنر پاکستان کا مستحسن اقدام)

۔ حکومت مغربی پاکستان کے ایک اعلامیہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ محمود عباسی کی رسوائے زمانہ کتاب ومہ "خلافتِ معاویہ و یزید" گورنر مغربی پاکستان کے حکم سے ضبط کرلی گئی ہے۔

عباسی کی اس ناپاک تصنیف نے نہ صرف شیعی دنیا کے دلوں ہی کو مجروح کیا ہے اور اس سے نہ صرف ب جعفریہ سے تعلق رکھنے والوں کے سینے ہی زخمی ہوئے ہیں۔ بلکہ اہل سنت حضرات بھی قلوب کی عت میں ان کے برابر کے شریک ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ کے اہلبیت کرام کی مودت و محبت شیعوں میں ہی نہیں ہے۔ برادران احناف بھی اس کو عمودِ دین اور اصل ایمان سمجھتے ہیں۔ بلکہ پکا اور سچا مان ہونے کی شرط یہی ہے کہ جس طرح جناب رسالتمآب سے عشق لگانے اور حضور کی محبت میں سرشار نے کا نام اسلام ہے۔ اسی طرح آلِ محمد کے فداکاروں اور وفاداروں میں نام لکھوائے بغیر کوئی شخص مان نہیں کہلا سکتا۔ یہی سبب ہے کہ جس طرح حضور ختمی رسالت تمام مسلمانوں کے مشترک رسول ہیں اسی ح دوازدہ آئمہ بھی سب اہل اسلام کے مشترک امام ہیں اور اسی طرح چہاردہ معصومین کی محبت۔ عزت اور حرمت بھی کل مسلمانوں کے لئے مشترکہ ہے۔

پس "خلافتِ معاویہ و یزید" کی تالیف و اشاعت نے صرف اہل تشیع ہی کی پیٹھ میں چھرا نہیں گھونپا بلکہ تمام ورام اسلام محبانِ اہلبیت کے دلوں میں گھناؤنے ناسور ڈالے۔ جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ اس رسوائے کتاب کے جواب میں اس قدر کتابیں شیعہ اہل قلم نے نہیں لکھیں جتنی کہ سنی اہل قلم حضرات نے تحریر ائیں۔ یا بلفاظ دیگر یوں کہنا چاہیے کہ ناصبیت کے مقابلہ میں پوری اسلامی دنیا نے اس کے خلاف اپنے ثِ ایمانی کا مظاہرہ کیا۔

کچھ عرصہ ہوا۔ اس نجس تصنیف کو حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ لیکن ہائیکورٹ میں اپیل کرنے پر عباسی نے اس کو پھر بحال کرا لیا۔ اور اس کے دوسری دفعہ منظرِ عام پر آنے سے ہر مکتبِ خیال کے مسلمانوں کی ت دینی پہلے سے بھی زیادہ حرکت میں آئی۔ اور انھوں نے یک جہتی سے اس کی ضبطی کا مطالبہ کیا۔ سو کا ہے۔ کہ حکومت عالیہ پاکستان نے محبانِ اہلبیت کے جذبات کا احترام فرمایا اور اس کو ضبط کر لیا۔

ہم ہز ایکسیلنسی گورنر مغربی پاکستان اور حکومتِ مغربی پاکستان کے سپاس گذار ہیں کہ انھوں نے پنے مستحسن اقدام سے عاشقانِ آلِ محمد کا ایک معقول مذہبی مطالبہ پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی جزائے خیر عطا

فرمائیے۔ آمین!

روزنامہ "کوہستان" کے "علیؑ نمبر" پر ایک نظر!!

مسلمانوں کو نزاعی مسائل میں اُلجھانے کی رنجیدہ کوشش

روزنامہ کوہستان "لاہور کا علیؑ نمبر" بابت ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۰ فرو[ری] دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ ایک سنی جریدہ نے جناب امیرالمومنینؑ کے فضائل کے لئے اپنی ایک اشاعت کی ہے ——— لیکن جب نگاہِ غائر سے اس کا مطالعہ کیا گیا تو معاملہ دگرگوں نظر آیا۔ اور یہ دیکھ [کر افسوس] ہوا کہ ایک ذمہ دار اخبار نے جو ہر مکتب فکر کے مسلمانوں کا "ترجمان" کہلاتا ہے۔ نائبِ رسولؐ کی شان تفضیل کے ساتھ تذلیل بھی کی ہے۔ اور توقیر کے دوش بدوش اس میں تحقیر بھی نظر آتی ہے۔ اور [قارئین] کو بعض نزاعی اُمور میں اُلجھا کر اسلام کے دو عظیم فرقوں (شیعہ سنی) کے درمیان آویزش پیدا کرنے [کی] افسوسناک کوشش کی ہے۔ جس سے اِن دونوں میں نفرت و حقارت کا زہر سرایت کر سکتا ہے۔

مثلاً ——— ایک مضمون میں حضرت علیؑ کی "دینی پابندی" کو حضرت عمرؓ کی طبعی سختی سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"کوفہ والوں کے لئے ان (حضرت علیؑ) کا طرزِ عمل وہی تھا۔ جو طرزِ عمل مدینہ والوں کے ساتھ حضرت عمرؓ کا تھا۔ لوگوں کو ڈرانے کے لئے ہاتھ میں ایک درّہ ہوتا۔ جس طرح حضرت عمرؓ بڑے بڑے کو اپنے درے سے مرعوب رکھتے تھے۔" (صفحہ ۴ کالم ۱)

اسی پر بس نہیں کہ حضرت علیؑ اور حضرت عمرؓ کی سخت گیریوں کو مساوی ظاہر کیا ہے: بلکہ آگے چل کر حضرت علیؑ۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ وغیرہ کے مراتب و مناصب کو ایک ہی درجہ میں رکھ کر اپنے عقیدہ کا اظہار کیا ہے:۔

"یہی حضرت علیؑ کی سیرت تھی اور یہی رسول اللہؐ کی اور شیخین حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی ..."

ہاں! آگے چل کر جس بات میں حضرت علیؑ کا حضرت عمرؓ سے اختلاف ظاہر کیا ہے۔ تو یہ اظہار بھی کچھ عجیب ہے۔ کہ حضرت علیؑ کی برائے نام سیرت بھی لکھدی ہے۔ اور حضرت عمرؓ کو حضرت علیؑ پر فضیلت دیدی ہے۔ مقالہ نویس کی چابکدستی ملاحظہ کیجئے۔ کہ اشارہ و کنایہ سے کس طرح حضرت عمرؓ کو جناب امیرالمومنینؑ [سے] افضل قرار دیدیا ہے۔

"البتہ حضرت علیؑ نے ایک بات میں اختلاف کیا۔ اور وہ بات مال سے متعلق ہے۔ ـــ حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ سے اختلاف کیا۔ لیکن جس بات سے انھوں نے حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا تھا۔

نہایت وفاداری کے ساتھ اپنی اس رائے پر قائم رہے۔ مشورہ یہ تھا کہ جو کچھ آئے۔ سب کا سب لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ بیت المال میں کچھ نہ چھوڑا جائے۔ حضرت علیؓ کے نزدیک یہ رائے اس لئے پسندیدہ تھی کہ اس صورت میں خلیفہ ہر اس مال کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے۔ جس سے باقی یا جمع رکھنے میں کسی کی حق تلفی کے امکان کا ذرا سا بھی پہلو نکلتا ہو لیکن مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ حوادث جنم لیتے رہتے ہیں اور بیت المال کا کسی ناگہانی آفت سے دوچار ہونا کوئی معقول بات نہیں ہے۔ اس لئے حضرت عمرؓ اپنے مسلک میں زیادہ دور اندیش تھے۔ اور حضرت علیؓ اپنی ذات کے لئے انتہائی محتاط۔ بشرطیکہ یہ مان لیا جائے کہ کوئی خلیفہ اپنی ذات کے لئے اتنی احتیاط برت سکتا ہے، جتنی حضرت عمرؓ نے برتی تھی"

مضمون کے اس ٹکڑے میں حضرت علیؓ کی ہلکی سی "تفضیل" بیان کرنے کے ساتھ ہی ان کو شوخ ... (نعوذ باللہ) تذلیل بھی کر دی ہے۔ خصوصاً آخری معنی خیز اور مرموز فقرہ میں تو حضرت عمرؓ کو حضرت ... اس خوبصورتی سے فضیلت دی ہے، جس کا جواب نہیں ہو سکتا۔ پہلے تو دور اندیشی، مصلحت اور احتیاط" کے سلسلہ میں دونوں کا موازنہ کیا ہے، اور لکھا ہے کہ ــــ "حضرت عمرؓ اپنے مسلک ... میں زیادہ دور اندیش۔ اور مصلحت نگر تھے۔ اور حضرت علیؓ اپنی ذات کے لئے انتہائی" لیکن حضرت علیؓ غریب کی یہ ہلکی سی منقبت لکھتے ہی مقالہ نگار کو فوراً یہ خیال آیا۔ کہ اتنا لفظ ... سے بھی کہیں علیؓ کا مرتبہ بڑھ نہ جائے۔ لہٰذا اس کے بعد یہ الفاظ تحریر کر کے فوراً حضرت علیؓ کی ... کر دی کہ :ــ

"بشرطیکہ یہ مان لیا جائے۔ کہ کوئی خلیفہ اپنی ذات کے لئے اتنی احتیاط برت سکتا ہے۔ جتنی حضرت عمرؓ نے برتی تھی!" (ایضاً)

... حضرت علیؓ گویا اتنے محتاط بھی نہ تھے جتنے پہلے ظاہر کئے گئے تھے۔ اور اس "احتیاط" میں بھی ... عمرؓ ہی کو بڑھا دیا گیا۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی ست

... آغوشِ رسولؐ میں حضرت علیؓ کی تربیت کا یوں ذکر کیا ہے :ــ

"بعثت کے وقت حضرت علیؓ بلوغ کی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کاشانہ رسالت میں رہتے تھے۔ ان کے والد ابو طالب کو چونکہ ان دنوں ... مالی پریشانیوں نے بری طرح گھیر رکھا تھا۔ اس لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علیؓ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی تھی۔ اور آپ ہی ان کو کھلاتے پلاتے تھے اس طرح حضرت علیؓ مرتضیٰ شروع ہی سے آغوش رسالت میں پروان چڑھے۔ (صلا کالم ۵)

... نرگس نے ان کو مجبور کیا تھا کہ یہ علیؓ ہنر ان کا لیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ دو ذکا لفظ تو علیؓ ہنر نہیں مگر انہیں مدح و ثنا دو سری کرتے ہیں

اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ حضرت علیؑ نے اگر آغوش رسالت میں پرورش اور تربیت پائی ہے۔ تو اس
سے نہیں کہ کائنات کی تکوین اور آدمؑ کی تخلیق سے پیشتر چونکہ رسالتماب اور ان کے نائب نے ایک ہی نور
ایک ہی وقت میں ولادت پائی تھی۔ اس لئے قدرت کا اقتضا یہی تھا کہ دونوں برادر دنیوی زندگی میں
ایک ساتھ رہیں۔ اور کسی عنوان ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں ــــ لیکن مضمون نویس کا منشائے ا
اور مدعائے بیان یہ اور صرف یہ ہے کہ ابو طالبؑ کی مفلسی اور مالی پریشانی نے علیؑ کو کاشانۂ نبو
لا ڈالا۔ بالفاظ دیگر اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر علیؑ اور ان کے والد مفلوک الحال اور تنگدست نہ
تو علیؑ کسی صورت بھی رسول اللہ کے پاس رہ کر ان سے تربیت حاصل نہ کر سکتے تھے۔ بہت ممکن ہے
کوئی سیرت نگار اور تاریخ نویس کسی وقت بھی یہ لکھ دے کہ علیؑ چونکہ بہت ہی کنگال اور بدحال تھے
لئے اپنے افلاس کی وجہ سے رسول اللہ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ اور اسلام قبول کرنے میں
لے گئے۔ اور نہ معلوم خود رسول اللہ کا حضرت ابو طالب کی کفالت میں آنا ان کے نزدیک کس وجہ سے ہوگا۔

اس مضمون میں آگے چل کر خلافت کا جھگڑا چھیڑ دیا ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش
ہے کہ علی علیہ السلام نے اصحاب ثلاثہ کی بیعت کر لی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :۔

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ
کے دست خلافت پر بیعت کی گئی۔ تو حضرت علیؑ نے بھی خلیفہ اول کی بیعت فرمائی۔ اگرچہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی بنا پر وہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے۔ لیکن اختلاف
انھیں پسند نہ تھا۔ اور اسی لئے محمد بن سیرین تابعی حضرت علیؑ سے منسوب کردہ ان تمام اقوال
کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ جن سے شیخین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق کا مقام گھٹتا ہو
جیساکہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں روایت کی ہے ــــ جب حضرت عمر بن خطاب مسلمانوں
پر والی بنائے گئے۔ تو حضرت علیؑ نے ان کی بھی بیعت فرمائی اور اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا
نکاح ان (حضرت عمرؓ) سے کر دیا ــــ حضرت علیؑ نے اس طرح حضرت عثمان کی بھی بیعت کی۔"
(روزنامہ "کوہستان" لاہور۔ ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء) صہ۳ کالم ۲۔

لیکن ــــ بقول مقالہ نگار جن حضرت عثمانؓ کی حضرت علیؑ نے "بیعت" کر لی تھی۔ انہی حضرت عثمانؓ کے قت
کی حقیقت یوں ظاہر کی ہے کہ :۔

"حضرت علیؑ نے اس طرح حضرت عثمان کی بھی بیعت کی۔ یہاں تک کہ ان کی خلافت کے آخری دور
میں باغی ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے رشتہ داروں کو والی بنا دینے پر انھوں
نے حضرت عثمان کو ہدف طعن بنایا۔ اس زمانہ میں حضرت علیؑ خلیفہ ثالث کو اکثر پرخلوص نصیحتیں
کرتے اور انھیں کامیابی اور سلامتی کی راہیں بتاتے رہے۔ لیکن جب قدرت کا اٹل قانون

بروئے کار آیا تو حضرت عثمان شہید کر دیے گئے۔" (حوالہ ایضاً)

مضمون نگار صاحب کے یہی چند جملے حضرت علیؓ کی "بیعت عثمانؓ" کی خود تردید کرتے ہیں۔ کہ جس "خلیفہ" کو قبول
نکے کا ہر انی و سیاست روی اور حکمرانی کا سلیقہ نہ تھا۔ علیؓ جیسا زیرک۔ معاملہ فہم اور ہوشمند انسان اس کی کیونکر بیعت
سکتا تھا۔ اس تاریخی حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے بعد جب واقعہ خلافت یعنی سربراہی حکومت کا
پیش ہوا تو امیرالمومنینؑ نے حکومت حاصل کرنے میں محض سیرتِ شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) پر عمل کرنے سے انکار
ے آیا اور حضرتِ عثمانؓ نے جھٹ اقرار کر کے حکومت حاصل کر لی۔ لہٰذا بیعت عثمان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
ی حضرت ابوبکر و عمر کی بیعت۔ سو اس کی تردید بھی "کوہستان" کی اسی اشاعت کے ایک مضمون سے ہو رہی ہے۔
یوں کہئے کہ صیاد خود اپنے دام میں آرہا ہے۔ ذرا ملاحظہ کیجئے ایک مضمون کے دو چار فقرے:۔

"شاید یہ حضرت علیؓ کی وفا شعاری ہی تھی۔ کہ جس چیز سے حضرت فاطمہؑ ناراض ہو جاتیں۔ وہ بھی
اس سے ناراض ہو جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روایات کے مطابق حضرت علیؓ نے حضرت
ابوبکر کے ہاتھ پر حضرت فاطمہؑ کی وفات تک بیعت نہ کی۔ جس طرح وہ حضرت ابوبکرؓ سے اپنی زندگی
میں بے تعلق رہیں۔ اسی طرح حضرت علیؓ بھی بے تعلق رہے۔" (کوہستان ۱۸ فروری ۶۳ء)

کون مسلمان جناب رسول خدا کی اس حدیث کو نہیں جانتا کہ —— "یہ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس
نے اس کو راضی رکھا اس نے مجھے خوش رکھا۔ جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ اور جس نے
ے غضبناک کیا اس نے خدا کو غضب ناک کیا (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ بیہقی) وغیرہ

اس حدیث کی روشنی میں یہ سوچنا پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہؑ چونکہ حقوق اہلبیت کو نظر انداز کرنے کے
لہ میں حضرت ابوبکرؓ سے ناراض تھیں۔ اور ناراضگی کی حالت میں ہی وفات پاگئیں۔ تو جب تک بنت رسول
ہ رہیں۔ "حضرت علیؓ بھی حضرت ابوبکر سے ناراض اور کشیدہ رہے۔" لیکن ان کے رحلت پاتے ہی حضرت علیؓ
ام ناراضگی جاتی رہی۔ اور انہوں نے نہ صرف حضرت ابوبکر سے صلح کر لی۔ بلکہ بیعت کے لئے اپنا ہاتھ بھی ان کے ہاتھ
دے دیا۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ دخترِ رسول کی زندگی تک تو حضرت علیؓ کو "فاطمہ بضعۃ منی" والی حدیث نبوی
ہی۔ مگر ان کی آنکھیں بند ہوتے ہی حضرت علیؓ فوراً یہ حدیث بھول گئے۔ اور فاطمہؑ کو ناراض کرنے والوں سے
ی ہو کر ان کی بیعت کر لی۔ یہ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ فاطمہؑ کو رنجیدہ کرنے والے بقول حدیث رسولؐ جس
رے میں آتے ہیں۔ اور فاطمہؑ کی رحلت کے بعد علیؓ بھی انہی کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔ ع۔ ایں چہ شوریست
در دورِ قمر می بینم۔

برادرانِ اسلام! برائے خدا اس سیدھے سادے مسئلہ پر خوب غور فرمائیے۔ اور اس کی تہ تک پہنچنے کی
شش کیجئے۔ اگر فکر و نظر سے کام لیا جائیگا۔ تو انشاء اللہ تمام عقدے چٹکی بجاتے میں کھل جائیں گے۔
اب ذرا "کوہستان" کا ایک اور مضمون دیکھئے۔ عنوان ہے "حضرت علیؓ کی گھریلو زندگی" لکھنے والے

محمود عباسی نہیں - بلکہ "عباس محمود" ہیں - صرف الفاظ کا ہیر پھیر ہے - اس میں جناب امام الاتقیا کی عورتوں سے دلدادگی اور وابستگی ظاہر کر کے تقویٰ و طہارت اور محویت الٰہی کو دبانے کی کوشش کی گئی ہے - چنانچہ اس مضمون کا صرف ایک ہی فقرہ طویل عبارتوں پر بھاری ہے - لکھا ہے :-

" ایک سے زیادہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے - کہ عورت کی طرف حضرت علیؑ کا میلان بہت قوی تھا "

دراصل اسی قسم کے مسلم مقالہ نگار غیر مسلم مصنفین کو سپاس گذاری کا موقع دے رہے ہیں - کہ جو باتیں خدا کے رسول اور اسلام کی نسبت اعدائے دین بھی درست نہیں سمجھتے وہ مسلمان مورخ انھیں چھپا کر رہے ہیں تاکہ وہ اسلام کے خلاف نئی نئی زہریلی کتب تالیف کر سکیں - اس سلسلہ میں مذکورہ مضمون کا ایک ٹکڑا ملاحظہ فرمائیے :-

" ایک مرتبہ حضرت علیؑ اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھے تھے - قریب سے ایک خوبصورت عورت گذری لوگوں کی نظریں اس پر مرکوز ہو گئیں - حضرت علیؑ نے فرمایا :- ان نوجوانوں کی آنکھیں پیاسی ہیں اس عورت نے ان کی تشنگی کو اور تیز کر دیا ہے - جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے اور اس کا حسن ذرا بھی متاثر کر دے - تو اس کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے - وہ بھی عورت ہے اور اس میں بھی وہ سب کچھ موجود ہے جو کسی عورت میں ہونا چاہئے " (ایضاً)

مذکورہ مضمون کے قارئین مسلمان ہوں یا غیر مسلم - مگر وہ اس کو پڑھ کر یہی رائے قائم کریں گے - کہ جس طرح "حضرت علیؑ کا میلان عورت کی طرف بہت قوی تھا" - اسی طرح ان کے رفقاء ، احباب و اصحاب بھی عورتوں کو میلی نظر سے دیکھتے اور حسن و جمال پر لٹو ہو کر شریعت کی حدود پھاند جاتے تھے - رسولؐ اور اہلبیت رسولؐ کی تعلیم تو یہ ہے کہ :- " اے مسلمانو! نگاہیں نیچی رکھو - کسی عورت کو بری نگاہ سے نہ دیکھو - اگر اتفاقاً کسی غیر عورت پر نظر پڑ جائے تو آنکھیں دوسری طرف کر لو - یا زمین کی طرف جھکا لو - اور دوبارہ اس کو بھول کر بھی نہ دیکھو " (حدیث) ---- مگر مسلمان اہل قلم ہیں کہ اہلبیت رسولؐ اور ان کے احباء و رفقاء کو بد نظر ، حسن پرست اور عاشق نسواں ثابت کر رہے ہیں ---- فرمائیے! کیا دشمنان دین ایسے مسلم مورخین کے مشکور و ممنون نہ ہوں گے ؟ -

---

علماء کے اختلاف سے لادینیت فروغ پائے گی.

مغربی پاکستان کے ایک وزیر کا انتباہ

لاہور کی "انجمن اصلاح" کے تبلیغی جلسہ میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے جناب عبدالوحید خاں وزیر بلدیات مغربی پاکستان نے علمائے دین سے اپیل کی ہے اور ان کے باہمی اختلافات پر نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا :-

"علماء کو باہمی اختلافات دُور کر کے ان بنیادی اصولوں کو اپنانا چاہئے۔ جو تمام عقائد میں مشترک ہیں۔ اور جن پر دین کی اساس ہے۔ اگر وہ متحد نہ ہوئے تو تمام دنیا پر لادینیت اور اشتراکیت کا قبضہ ہو جائے گا۔ علماء جن ائمہ کرام کے نقطۂ نظر پیش کرنے کی خاطر ایک دوسرے کی مخالفت مول لیتے ہیں۔ اُن ائمہ کرام نے کبھی ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کی۔ علمائے اسلام کو آپس کے فروعی اختلافی امور سے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ مغرب سے لادینیت کا جو سیلاب بڑھتا چلا آرہا ہے۔ وہ علماء اور اسلام دونوں کے لئے خطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ علماء ذاتی مفاد اور اختلاف کو بالائے طاق رکھ دیں اور متحد ہو کر دنیا کے سامنے ایک جامع منشور پیش کریں۔" (امروز۔ نوائے وقت وغیرہ۔ ۱۸ فروری ۱۹۶۱ء)

آنریبل وزیر موصوف نے اپنی تقریر میں علماء کرام کو جو انتباہ کیا ہے۔ وہ بڑی حد تک بجا اور درست ہے۔ علمائے دین پر ہی کیا موقوف ہے۔ جب تک تمام مسلمان متفقہ طور پر اپنے اختلافات کو دور کر کے ایک اسٹیج پر جمع نہ ہوں گے۔ اور تنظیم و اتحاد کے درخشاں نہ بنیں گے۔ وہ اپنے دینی و دنیاوی مقاصد میں کماحقہٗ کامیاب نہ ہوں گے۔

وزیر ممدوح کی تقریر کے تین فقرے بہت محلِ نظر ہیں:۔

(۱) "باہمی اختلافات دُور کر کے ان بنیادی اصولوں کو اپنانا چاہئے جو تمام عقائد میں مشترک ہیں۔ اور جن پر دین کی اساس ہے۔"

(۲) "جن ائمہ کرام کے نقطۂ نظر پیش کرنے کی خاطر ایک دوسرے کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اُن ائمہ کرام نے کبھی ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کی تھی۔"

(۳) "لادینیت کی روک تھام کے لئے ایک جامع اور متحد منشور دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔"

امر اوّل کی نسبت سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مسلمان متفقہ طور پر کونسے ایسے بنیادی اصولوں کو اپنا سکتے ہیں جو عقائد کے لحاظ سے بھی مشترک ہوں اور دین قیّم کی بھی جن پر اساس ہو؟

اس کا جواب سوچنے سے پیشتر ہمیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ دستور العمل یاد آگیا۔ جو مشرکین کو دعوتِ اسلام دیتے وقت آپؐ اختیار فرمایا کرتے تھے۔ یہود و نصاریٰ کو حضورؐ ان الفاظ سے مخاطب فرمایا کرتے تھے ــــ "اے اہل کتاب! آؤ ہم سب ایک بات پر متفق ہو جائیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک یقین کر لیں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بنائیں۔ (حدیث) ــــ حضور صلعم کا یہ ارشاد گرامی یا دعوت نامہ جسقدر اہم اور وسیع تھا اس سے کہیں زیادہ سادہ اور مختصر تھا۔ اور نکتہ بھی ایسا پیش کیا جاتا تھا جس کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہ تھا۔ لیکن افسوس! کہ مشرکین اس سادہ و سہل بات کو مان لینے پر بھی متفق نہ ہوئے تھے۔ مذکورہ سوال کے جواب میں بھی اگر یہ کہا جائے کہ ــــ برادرانِ اسلام! آئیے۔ ہم سب ایک بات پر متفق

ہو جائیں۔ اور وہ بات یہ ہے کہ ہم رسولؐ اور اہلبیتِ رسولؐ کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کر لیں۔ ان کے صر مستقیم پر گامزن ہوں اور ان کی تعلیمات پر چلیں۔ کہ یہی جادۂ حق ہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ یہی دین کی اسا ہے۔ یہی بنیادی اصول ہے۔ اور یہی وہ مشترک عقیدہ ہے۔ جس کے استحکام کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں کہلا

یہ حقیقت ناقابلِ انکار ہے کہ بعد از رسولؐ صرف اہلبیتِ طاہرین ہی کا ایک گروہ ایسا ہے۔ جس پر تمام مسلما کا اتفاق ہو سکتا ہے۔ باقی سب افراد پر اختلاف موجود ہے۔ اہلبیتِ رسولؐ ہی وہ لوگ ہیں جن کی بزرگی او برتری پر کسی فرقۂ اسلام کو اختلاف نہیں۔ لہٰذا انہی کی تعلیمات مرکزِ اتحادِ ملتِ اسلامیہ قرار دی جا سکتی ہیں

یہ بات اس لئے نہیں کہی جا رہی ہے کہ ہم مسلک جعفریہ سے تعلق رکھتے ہیں اور محبانِ علیؑ کہلاتے ہیں۔ اگر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔ تو یہ عقدہ کھلتے دیر نہ لگے گی۔ کہ ہر مکتبِ فکر کے مسلمانوں کے رہنمایان نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ جس "صراط مستقیم" پر چلنے کی اہلِ اسلام کو ہدایت فرمائی گئی ہے اور جس کا ذکر سورۂ حمد میں مرقوم ہے۔ اُس سے مراد اہلبیتِ رسولؐ ہیں۔ اور انھیں کے احکام پر چلنے کا نام اسلام ہے

پس اگر جملہ مسلمانانِ عالم آلِ محمدؐ کی راہ پر چلنے کا عہد کر لیں اور ان کی تعلیمات کو اپنانے پر متفق ہو جائیں تو ان کی تمام مشکلات ختم ہو جائیں۔ اور لادینیت اپنی موت آپ مر جائے۔ تمام آئمہ کرام اہلسنت اہلبیتِ رسولؐ ہی کے خوشہ چین تھے۔ اصحابِ رسولؐ خود اپنے کو اہلبیتؑ کا غلام سمجھتے تھے۔

امرِ دوم کی نسبت گذارش ہے کہ "جن آئمہ کرام کے نقطۂ نظر کو پیش کرنے کی خاطر ایک دوسرے کی مخالفت کی جاتی ہے" یہ بات بعید از قیاس ہے کہ اُن آئمہ اہلسنت میں باہمی اختلاف نہ تھا۔ تاریخ اسلام کے اوراق الٹے جائیں تو یہ راز بے نقاب ہو جاتا ہے۔ کہ اہلسنت کے آئمہ اربعہ میں اختلافات موجود تھے۔ امام ابوحنیفہ۔ امام مالک امام احمد حنبل اور امام شافعی نے ایک دوسرے سے جداگانہ راہیں اختیار کیں۔ اور الگ الگ مسالک اختراع فرمائے۔ یہاں تک کہ ان کے تفقہ و تعلیمات میں بھی بعد المشرقین نظر آتا ہے۔ اس لئے جب تک مسلمان آئمہ موصوف کے مسالک پر چلتے رہیں گے۔ ان کے اختلافات کبھی ختم نہ ہوں گے ـــــ ہاں۔ آئمہ ا جو آئمہ دوازدہ کے نام سے معروف ہیں۔ اس عظمت و شرف کے آئمہ ہیں کہ اہلبیتِ رسولؐ ہونے کی وجہ سے ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ ان کے تعلیم و تفقہ میں کوئی تفاوت نہیں۔ ان کے اصول و آئین میں کوئی بُعد و تبائن نہیں۔ جو تعلیم امام اوّل علی علیہ السلام نے پیش کی وہی تعلیم امام عسکری علیہ السلام نے دی۔ یہاں تک کہ بارہویں امام مہدی علیہ السلام جب ظہور فرمائیں گے تو وہ بھی انھیں تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرائیں گے جو ان سے پہلے گیارہ آئمہ کرام علیہم السلام دے چکے ہیں ـــــ پس اس سلسلہ میں بھی یہی کہنا پڑتا ہے کہ اگر مسلمان ایک اصول۔ ایک مسلک۔ ایک آئین۔ ایک دستور۔ ایک تعلیم پر جمع ہونا چاہتے ہیں اور رشتۂ اتحاد و تنظیم کو مضبوط کرنے کے متمنی ہیں تو وہ آئمہ اہلبیتؑ کے راستہ پر چلیں۔ اور ان ہی کی مودت و اطاعت کو دل میں جگہ دیں۔ کہ یہی راہِ نجات ہے اور یہی ذریعہ مغفرت ہے۔

چنانچہ امر سوم کی نسبت بھی ہم مشورہ دیکر عرض کریں گے۔ کہ لادینیت اور اشتراکیت کے انسداد اور [..]ع کا واحد علاج یہی ہے۔ کہ مسلمان سرکار رسالت اور حضورؐ کی آلِ اطہار سے لَو لگائیں۔ اور چہاردہ معصومین [..] قرآن و حدیث کی جو تعلیمات پیش کی ہیں ان کو اپنائیں۔ کیونکہ حضور ختمی مرتبت حدیث الثقلین میں خود مسلمانوں [..]یت فرما گئے ہیں کہ — "دو گراں قدر چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک خدا کی کتاب۔ دوسری [..] کی آلؑ۔ جب تک ان دونوں سے وابستہ رہو گے۔ کبھی گمراہ نہ ہو گے" — کاش! برادران [اسلا]م اس مسئلہ پر غور فرمائیں اور دین و دنیا میں عزت و عظمت پائیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

ایٹمی جنگ کی ہولناک تباہیوں سے بچنے کیلئے

[حضر]ت علیؑ کے اقوال و کردار پر چلنے کی ضرورت ہے!

—

آسٹر ڈنکٹن چرچ نیویارک (امریکہ) کے پادری ڈبلیو۔ او۔ ہیلیارڈ نے ۲۵ دسمبر ۱۹۶۳ء کی صبح کو کرسمس [..] کا افتتاح کرتے ہوئے جو تقریر کی تھی۔ اس میں مسیحی قوم سے خطاب کرتے ہوئے یہ کہا گیا۔

"خداوند مسیح امن و سلامتی کے پیکر تھے — وہ دنیا میں امن کا پیغام لے کر آئے۔ ان کی تعلیم نے ظلم و تشدد کو ابدی نیند سلا دیا۔ پس اگر اہل دنیا جور و جفا سے دُور رہنا چاہتے ہیں۔ اور امن و سلامتی سے زندگی بسر کرنے کے طلبگار ہیں تو وہ یسوع مسیح کی تعلیمات پر چلیں۔ اگر ایسا کیا گیا۔ تو ایٹمی اسلحہ بیکار ہو کر رہ جائے گا۔ اور جنگ کی تباہ کاریوں سے نجات مل جائے گی۔ آؤ ہم مل کر عہد کریں کہ انجیل مقدس کی تعلیمات کو اپنائیں گے۔ اور مسیح کے قدم پر قدم رکھیں گے۔ خدا آپ کا مددگار ہو" — (مغنۃ وار نیشنل گائیڈ۔ نیویارک ۲۹ دسمبر ۱۹۶۳ء) خدا کا ہر نبی دنیا میں امن و امان قائم کرنے کیلئے آیا مگر ....

خدا کی قدرت دیکھئے! کہ جس مسیحی دنیا نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو فراموش کر کے دنیا سے امن کو رخصت کر رکھا ہے اور جس نے اکناف عالم میں بدامنی پھیلا رکھی ہے۔ آج وہ کائنات کے ایک ایک [فرد] کو امن و سلامتی کی تلقین کر رہی ہے۔ کوئی اس سے پوچھے کہ ایٹمی ہتھیاروں کا موجد کون ہے؟ ایٹمی [جنگ] کا آغاز کس نے کیا۔ ناگاساکی اور ہیروشیما کا نام و نشان ایٹم بموں سے کس نے مٹایا۔ اور اس "امن و [سلامتی] کے دور" میں بھی سرد جنگیں۔ نظریاتی جنگیں اور اعصابی جنگیں کس نے جاری کی ہوئی ہیں — مسیحی دنیا نے

[۱] [ح]دیث صحیح اور متفق بین المسلمین ہے اور بعض جید علماء و محدثین اہلسنت کا قول ہے کہ جو اس حدیث کو نہ مانتے وہ مسلمان ہی نہیں۔

یا کسی اور لئے ؟ -

اس کے برعکس ـــــ اسلام میں صرف دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت دی گئی ہے - اور وہ بھی
زیادتیوں سے کنارہ کش رہ کر - خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے :- " جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں، تم بھی اپ
کے لئے ان سے لڑ سکتے ہو - مگر یاد رکھو کہ اللہ ظلم و زیادتی کو کسی عنوان پسند نہیں کرتا " (القرآن)
اور دنیا کے شجیع الاشاجع، اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب نے تو ایک عجیب ہی نظریہ دنیا
پیش کیا - فرمایا :-

" جو شخص تمہاری نگاہوں میں کمزور و ناتوان ہے وہ میری نظر میں قوی و توانا ہے -
اور جو آدمی تمہیں طاقتور دکھائی دیتا ہے - میں اسے ضعیف و بے بس تصور کرتا ہوں
دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے یہ ایک ایسا عجیب فلسفہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی ـــــ اور اسی حیدری فلس
مغربی پاکستان کے صوبائی وزیر صحت و معاشرتی بہبود جناب احمد نواز صاحب گردیزی نے لاہور کے ایک جلسہ
خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

" اگر حضرت علیؑ کے اقوال پر عمل کیا جائے تو بنی نوع انسان کے تمام مصائب دور ہو جا
بڑی طاقتیں اگر حضرت علی کے اس قول پر ایمان لے آئیں کہ :- " ظلم میں پہل کرنیوا
کو ہمیشہ ندامت اور نقصان ہوتا ہے " تو دنیا ایٹمی جنگ کی تباہی سے بچ سکتی ہ
حضرت علیؑ نے اس سلسلہ میں اسلامی اصولوں اور منشائے الٰہی کو ان الفاظ میں واضح
فرمایا ہے کہ اللہ کی نعمتوں پر سب کا برابر حق ہے - اگر اس قول پر سچے دل سے
عمل کیا جائے تو دنیا میں امارت و غربت کی تفریق مٹ جائے - آج کی دنیا میں
سرمایہ و محنت کی کشمکش اور نظریات کی جنگ اس قدر عام ہے کہ اقوام و افراد
سب ہی مضطرب اور پریشان ہیں اور اس اضطراب کا سبب بقول حضرت علیؑ
یہ ہے کہ ضد اور ہٹ دھرمی حقیقت سے بدور کر دیتی ہے - حضرتؑ نے یہ تجویز
فرمایا ہے کہ اپنے معاملات کو اعتدال و توازن اور افہام و تفہیم سے طے کر و
(کوہستان لاہور)

عزت مآب گردیزی صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اور انھوں نے امیر المومنینؑ کے جو اقوال پیش
ہیں وہ تمام اقوام و ملل خصوصاً مغرب کی جنگجو اور امن سوز اقوام کے لئے نہایت سبق آموز اور نصیحت خ
فی الواقع اگر ان کو حرز جان کر لیا جائے تو جنگ کے خطرے ہمیشہ کے لئے دور ہو سکتے ہیں - اور تما
امن قائم ہو سکتا ہے - علاوہ بریں اہل عالم کی معاشرتی مشکلات بھی ختم ہو سکتی ـــــ دوسرے ممالک اور اق
و ملل کو تو ایک سی طرف رہنے دیجئے - اگر پاکستانی مسلمان ہی حضرت امیر المومنینؑ کے ارشادات پر عمل پیرا

...یزی صاحب نے کہا ہے۔ ان کے تمام مصائب و آلام دور ہو جائیں اور وہ امن و سلامتی سے
...رہیں۔ کاش! برادرانِ وطن وزیر موصوف کی اس نصیحت کو بھی آویزۂ گوش بنائیں کہ:-
...ض چند محفلیں منعقد کرنے اور باتیں سن لینے سے ہی کام نہیں چلتا۔ اس لئے آج کے
...ں ہم سب کو اس محفل سے اٹھنے سے پہلے اس بات کا عہد کر لینا چاہیئے۔ کہ جہاں تک
...ن ہوگا۔ ہم حضرت علیؑ کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے اقوال کو اپنے کردار میں
...انے کی کوشش کریں گے۔"

...ضرت علی المرتضیٰ کے نقش قدم پر چل کر سادہ زندگی اختیار نہ کی جائے گی اور تکلفات و
...پسند زندگی اور شب و روز کی شینی زندگی کو خیرباد نہ کہا جائے گا، دنیا سے فسق و فجور، بدامنی و ظلم کا
...ر سکے گا۔

کیا لفظ "میر" مرزا کا مخفف ہے

(الفرقان ربوہ کا کھسیانا پن)

...یقت سے انکار محال ہے۔ مگر جب کوئی مخالفت پہ اتر آتا ہے اور حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا
...ید سے ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ وہ غلط استدلال اور بے تکی باتیں کرتا ہے۔ مگر تعجب تو ان لوگوں پر
...علمی اور لغوی تحقیق کا اظہار کرنے کے باوجود غیر علمی اور جہالت آمیز باتوں پہ اتر آتے ہیں۔
...ارف اسلام کے شمارہ شعبان میں "مہدی میر" کی تحقیق سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب سے
...تھی۔ دنیا میں محمد و آل محمد کی حقانیت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ غیر مذاہب کے پیشوا بھی
...ین کی فضیلتوں سے انکار نہیں کر سکے۔ اسی سلسلہ میں سکھ گورو بھی رطب اللسان ہیں۔ ظہور
...ماں کے متعلق دسم گرنتھ میں صاف صاف اقرار کیا گیا ہے کہ مہدی "سید" ہوں گے۔ الفرقان
...صاحب کی اصلی عبارت یا حوالہ سے تو انکار کر ہی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کو گرنتھ صاحب سے
...ب کوئی صورت نہیں۔ علمی اور لغوی طور سے بھی اس کا کوئی جواب نہیں کہ "میر" سید کو کہتے ہیں۔
...لغت منظور ہے اور اپنے خریداروں کو خوش رکھنا اور جماعت بندی کو قائم رکھنا بھی ضروری
...لئے وہی اپنا پرانا طریقہ یعنی وقتی مناظرانہ چٹکلا چھوڑ کر کھسیانے پن کا ثبوت دیا ہے۔ آخر
...وہ کا علمی مقام (یعنی حاضر جوابی) بھی تو کچھ ہونا ہی چاہیئے نا۔ لہٰذا معارف کی تحقیق انیق سے
...اپنی اشاعت مارچ میں یوں گوہر افشانی فرمائی ہے:-
...قوں کے گرنتھ صاحب سے "مہدی میر" کی پیشگوئی کر کے کہا جا رہا ہے کہ وہ مہدی مغل

یا فارسی الاصل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ میر دراصل میرزا کے مختصر کے طور پر استعمال ہوا ہے۔۔۔۔۔ الفرقان ربوہ - مارچ ۱۹۶۳ء صلا ۲۱)

"یہ کھلی ہوئی بات" ان کے منطق کی تو بیشک ہے مگر کسی علمی کتاب کی نہیں۔ کیونکہ لفظ "میرزا" اور "مرزا غلام احمد صاحب" والے مرزا میں بہت فرق ہے۔ ایڈیٹر الفرقان کی تو وہی مثال ہوئی کہ انگلستان کا مشہور شاعر شیکسپیر ضلع بٹالہ پنجاب کا ہی باشندہ تھا۔ اس کا اصلی نام شیخ پیر بخش تھا۔ انگلستان اس لئے شیخ پیر بخش کا مخفف شیکسپیر نام رکھ لیا" یا سنگاپور ماسٹر تارا سنگھ کے آباؤ اجداد نے آباد کیا تھا۔ چونکہ اس میں ماسٹر تارا سنگھ کا مخفف یعنی لفظ "سنگھ" موجود ہے۔ اس لئے یہ سکھوں کی ہے۔ ع - جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

یہ مشہور ہے اور تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ "میرزا" کا اطلاق "سید" پر ہوتا ہے۔ مگر "مرزا" مغل نسل کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور یہ خود دعویدار ہیں کہ ان کے حضرت صاحب مغل نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ اور حدیث رسول کی تاویلیں کر کے مرزا صاحب آنجہانی کو فارسی النسل ثابت کرنے کے لئے حضرت سلمان فارسی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ گویا حضرت سلمان فارسی اولاد رسول سے تھے اور سید۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ جو مغل ہے وہ سید کیونکر ہوا۔ کیا خاندان مغلیہ خاندان سادات تھا۔ اب ناظرین کرام چند عبارتیں لغت کی بھی پڑھ لیں۔

(۱) میرزا :- بیائے معروف۔ پیشتر از القاب شہزادگان بود۔ حالا بہ سردار زادگان استعمال کنند۔ و در ایران بر سادات اطلاق نمایند۔ غالباً در اصل امیرزا بود کہ الف آں کثرت استعمال حذف شدہ (غیاث)

(۲) میرزا :- اصل میں امیرزا تھا۔ یعنی امیر کا بیٹا۔ سردار زادہ۔ اور ایران میں یہ لفظ سادات پر اطلاق کرتے ہیں۔ (لغات کشوری صد ۵۱۹)

(۳) میر :- مخفف امیر کا۔ یعنی سردار (عربی میں سید)۔ (لغات کشوری)

(۴) میر :- امیر کا مخفف۔ سید۔ پیشوا۔ حاکم۔ (اردو سکول ڈکشنری صد ۳۱۴)

(۵) مرزا :- مغل (اردو سکول ڈکشنری صد ۲۹۴)

"میر" امیر کا مخفف تو ضرور ہے۔ مگر آج تک "میر" "مرزا" کا مخفف کہیں سنا۔ نہ لکھا دیکھا نہ کہیں پڑھا۔ یہ ربوہ کے علم کی کان میں سے حسب معمول نئی دریافت معلوم ہوتی ہے۔

نوٹ

الفرقان ربوہ نے ابھی ابھی اشاعت میں معارف اسلام کے متعلق کئی بے سروپا اور خلاف واقع باتیں بھی لکھی ہیں۔ کبھی تو ہماری معقول تحریر کو گالیاں کے لفظ سے تعبیر کر کے اور تحریر میں سے کوئی گالی کی مثال نہ دیکھ کر محض غلط پروپیگنڈا کے اصول کی پیروی کی ہے۔ اور کبھی حضرت علی اور حضرت ابوبکر کے مسئلہ کو مواد بنا کر مسلمانوں کو آپس میں الجھانے کا اپنا پرانا مکروہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ ہم اس طرز سے خوب واقف ہیں۔ اور احمدی حضرات خصوصاً ان کے نبی صاحب کی خود دانشمند تحریروں سے گالیوں کے انبار اور صفحوں کے صفحے کالے ہوئے دکھا سکتے ہیں جو موجود ہیں۔ مثلاً

اخبار "اہلحدیث" کی بوکھلاہٹ

مسلمانوں کو لڑانے کی کوشش اور بزرگانِ دین کی شان میں گستاخیاں

جب سے "معارف اسلام" کے مدیر معاون جناب جعلی القاب محقق و حکیم سید محمود گیلانی مدظلہٗ سابق مدیر "اہلحدیث" ی تحقیقات سے کتب معتبرہ اہلحدیث کی ورق گردانی کر کے اُن سے توبہ کر کے تائب ہوئے ہیں اور گذشتہ ہوں سے چھٹکارا کر کے خدا تعالیٰ نے انھیں صراط مستقیم سے روشناس کیا ہے اور بروئے وصیت رسول اللہ ۔ اب اللہ اور عترت اہلبیت رسول اللہ کا دامن تھام کر اپنی دنیا و آخرت سنوار چکے ہیں۔ معاصر عزیز "اہلحدیث" مدیر و گوجرانوالہ کی بے چینی بہت بڑھ گئی ہے۔ حکیم صاحب موصوف نے سونے پر سہاگہ کا کام یہ کیا کہ ا ہراہ نجات پر گامزن ہوتے ہی اپنی تحقیق کا ایک ادنیٰ کرشمہ بصورت رسالہ "ایلیا - ادیان عالم کا مرکز ات" دکھایا جس میں کسی کی مخالفت یا کسی پر حملہ (ATTACK) کرنے کا اشارہ تک موجود نہیں۔ اس کے وجود حکیم صاحب کے پرانے یار غار اس قدر تلملا رہے ہیں کہ حکیم صاحب کے خلاف اخباروں کے صفحوں کے صفحے کالے کر ڈالے۔ غالباً اخبار والے اسی خدمت کے لئے ان کو چندے دیتے ہوں گے۔ "معارف اسلام" بحث مباحثے میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ یہ کسی کی ذاتی ملکیت تو ہے نہیں۔ یہ باضابطہ می نظام کے ماتحت ہے اور صرف ایک خاص مقصد یعنی تعلیمات محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے لئے جاری کیا گیا ے۔ نہ کسی کی مخالفت منظور ہے نہ کسی کی دلآزاری۔ مگر حکیم صاحب موصوف کا دامن "قرآن و اہلبیت" امنا کیا ہو گیا، اخبار اہلحدیث کے لئے قیامت آگئی۔ پہلے تو رسالہ ایلیا کے مندرجات سے انکار نہ کر سکنے وجہ سے غیظ تا ولایت کا سہارا لیکر اُلٹے سیدھے ہاتھ پاؤں مارتا رہا ہے۔ جواب کیا تھا۔ گویا صرف واب برائے جواب تھا۔ اس پر بھی ہم مناسب تبصرہ کر کے عنقریب اس کا تار و پود بکھیر دیں گے — پنے جواب سے خود ہی اس کی تسلی نہ ہوئی۔ لہٰذا اس کی بے اطمینانی بڑھ گئی۔ بہت ممکن ہے یہ عارضہ قلب سی اور ذہنی عارضہ میں مبتلا ہو جائیں۔ کیونکہ اہلحدیث ~~۱۵ فروری~~ [یکم مارچ] سنہ ۱۹۶۳ء کے صفحہ ا پر خود ہی لکھ رہے ہیں "ہم اپنی ذہنی کوفت اور دماغی انتشار و اضطراب کی وجہ سے بروقت پرچہ تیار نہیں کر سکے"۔ بموجب ب المثل پنجابی "نی بیبے میں رہ نہ سکاں" — یہ اپنی بے اطمینانی کو قابو میں رکھنے سے رہ نہیں سکے یم صاحب کو ایک خط لکھ مارا اور یہاں تک گر گئے کہ "اہلحدیث ہو جانے کے عوض میں مالی حالت سدھا آمادہ ہو گئے۔ جس طرح کہ آج کل ان کی سرپرست حکومت سعودیہ پاکستانی وہابیوں سے غلاف کعبہ کا نمونہ کر ان کی حالت سدھار رہی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ عہد بنو امیہ کی ابتدا میں حضور ختمی رسالت صلعم سے غلط

حدیثیں منسوب کرنے کے عوضانہ میں لوگوں کی مالی حالت دل کھول کر سدھاری جاتی تھی۔ ثانیاً اخبار اہلحدیث
غلط فہمی میں آج کل کو بھی عہد بنو امیہ سمجھ رہا ہے۔ اور خود کو بنو امیہ کا جانشین سمجھتے ہوئے تبدیلیٔ مذہب کیلئے
حکیم صاحب مدظلہ کی "اقتصادی حالت چٹکیوں میں درست کرنے" پر آمادہ ہے ــــ یہ ہے ان لوگوں کا کر
جو سوگوار ان امام مظلوم کو پیسے لیکر ماتم کرنیکے طعنے اپنی جہالت کی وجہ سے دیتے ہیں ــــ

اب اس قصہ کا اگلا حصہ سنئے۔ حکیم صاحب نے معارف اسلام شمارہ ماہ جنوری ۱۹۶۳ء میں زیر عنوان
"کیا شریعت اسلامیہ میں سیم وزر کا لالچ دے کر تبدیلیٔ مذہب پر مجبور کرنا جائز ہے" ان کی خلاف شرع ا
غیر اسلامی OFFER یعنی پیشکش کو طشت از بام کر دیا۔ ان کا اصلی خط حکیم صاحب نے راقم الحروف
(مدیر اعزازی) کو مع لفافہ کے بھیجدیا۔ اخبار اہلحدیث کی اس ناجائز حرکت کا نشر ہونا تھا کہ اس نے ان کی
جلتی پر تیل کا کام کیا۔ چنانچہ اپنی ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء کی مشترکہ اشاعت میں "ایک شیعہ کے تبرّوں اور
افسانوں کی قیمت" کے عنوان سے اپنے آپے سے باہر ہوگیا۔ اور لوگوں کو بھڑکانے پر اتر آیا۔ یعنی مسلمانوں
کے دو بڑے حصوں (شیعہ و سنی) کو آپس میں لڑانے کے لئے پرانا حربہ دل کھول کر استعمال کیا کہ حضور کے
اصحاب ثلاثہ کو خدانخواستہ گالیاں دیتے ہیں ــ وہ تو حضور کے اصحاب تھے، حضور کے قریب ہر وقت
رہتے تھے۔ حضور کی زبان مبارک سے براہ راست احکام سنتے تھے، گالیاں تو ایک کافر کو بھی دینا گناہ اور
بد اخلاقی ہے۔ چہ جائیکہ ان بزرگوں کو دی جائیں۔ اپنے بیکار مضمون میں کسی ایک جگہ بھی ہماری گالی کی کوئی
مثال پیش نہیں کرسکے۔ ہماری کوئی عبارت ایسی نہیں جس میں خدانخواستہ اصحاب رسول کی شان میں بے ادبی
یا گستاخی کی گئی ہو۔ اگر کوئی ہوتی تو ضرور پیش کر دیتے۔ خدا نہ کرے کہ معارف اسلام جو عوام الناس میں علوم اسلامی
اخلاق و ادب، محبت و صلح اور امن چین کے پیغامات نشر کر رہا ہے، وہ کبھی بداخلاقی و بے راہروی پر آ
آئے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم یہ سلسلہ ہی بند کر دیں گے ــ مگر ہمعصر اہلحدیث نے تو حکیم صاحب موصوف کی
مخالفت میں آکر بے ادبی و گستاخی کرنے میں ریکارڈ بیٹ کر دیا۔ کسی بزرگ کو نہیں چھوڑا۔ کیونکہ بزرگوں
کی شان میں گستاخیاں کرنا ان کا پرانا شعار ہے۔ یہ تو "یا رسول اللہ" کہنا بھی حرام سمجھتے ہیں۔ اپنے
مضمون میں انھوں نے پھر وہی شیعہ و سنی کو لڑا کر تماشہ دیکھنے کا پرانا حربہ یعنی عقد ام کلثوم بنت علی
کا قصہ چھیڑا اور ایسے ایسے نا واجب الزامات، نامکمل عبارتیں، غلط تاویلیں کر کے جناب رسالتمآب کی
توہین و تذلیل اور خاندان عصمت و طہارت پر ناپاک حملے کئے ہیں کہ ان کو اول تو دنیا ہی میں اور اگر مصلحت ایزدی
دنیا میں نہیں تو آخرت میں آگ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ مولوی ابو المحمود جاہل مطلق آدمی ہے، جس نے اتنا
نہیں سوچا کہ وہ کیا لکھ رہا ہے۔ کیا اس کی تحریر سے صحابیٔ رسول ہی کی ہتک نہیں ہو جاتی، کہ خانوادۂ نبوت کی ایک
چار سالہ بچی کو ایک ساٹھ برس کے بڈھے سے جو کہ رشتہ میں اس کی سوتیلی نانی کا باپ یعنی پڑنانا بھی لگتا ہے
اس سے منسوب کر رہا ہے۔ کیا یہ حضرت عمر کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہے یا تعریف کر رہا ہے؟ اس ہتک کے

(باقی صفحہ ۴۶ پر)

عورتوں کے فطری خصائل

(بزبانِ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام)

قالَ علیہ السّلام: خیارُ خصالِ ...اءِ شرارُ خصالِ الرّجالِ: الزّھو ...بن، والبخلُ فاذا کانت المرأۃ ...ھوۃً لم تُمکّن من نفسھا واذا ...ت بخیلۃً حفظت مالھا ومال ...ھا، واذا کانت جبانۃً فرقت ...ل شیٔ یعرض لھا۔

...... عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں۔ غرور، بزدلی اور کنجوسی۔ اس لئے کہ عورت جب مغرور ہوگی تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی۔ اور کنجوس ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی۔ اور بزدل ڈرپوک ہوگی تو وہ ہر اس چیز سے ڈرے گی۔ جو اسے پیش آئیگی۔

...قال علیہ السلام: غیرۃ ...ۃ کفرٌ و غیرۃ الرّجل ایمانٌ

...... عورت کا غیرت کرنا کفر ہے۔ اور مرد کا غیور ہونا ایمان ہے۔ ؎

(نہج البلاغۃ)

...مطلب یہ کہ جب (خاص شرائط کے ماتحت) مرد کو چار عورتیں تک کرنے کی اجازت ہے تو عورت کا سوتن کو گوارا ...حلال خدا سے ناگواری کا اظہار اور ایک طرح سے حلال کو حرام سمجھنا ہے اور یہ کفر کے ہمپایہ ہے۔ اور چونکہ ...ت کے لئے متعدد شوہر کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے مرد کا اشتراک گوارا نہ کرنا اس کی غیرت کا تقاضا اور حرام ...حرام سمجھنا ہے اور یہ ایمان کے مرادف ہے۔ مرد و عورت میں یہ تفریق اس لئے ہے تاکہ تولید و بقائے ...نسانی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ یہ مقصد اسی صورت میں بدرجۂ اتم حاصل ہو سکتا ہے۔ جب مرد کے ...تعداد ازواج کی ضرورت ہو۔ کیونکہ ایک ہی مرد سے ایک ہی زمانہ میں متعدد اولادیں ہو سکتی ہیں اور عورت ...ے معذور و قاصر ہے کہ وہ متعدد مردوں کے عقد میں آنے سے متعدد اولاد پیدا کر سکے۔ کیونکہ زمانہ حمل میں ...حمل کا سوال ہی پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ اس پر ایسے حالات بھی طاری ہوتے رہتے ہیں کہ مرد ...ے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ رضاعت اور ماہواری کا زمانہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جس سے ...کا سلسلہ رک جاتا ہے۔ اور اگر متعدد ازواج ہونگی تو سلسلہ تولید جاری رہ سکتا ہے۔ کیونکہ متعدد بیویوں میں

سے کوئی نہ کوئی بیوی ان عوارض سے خالی ہوگی، جس سے نسل انسانی کی ترقی کا مقصد حاصل ہوتا رہے گا کیونکہ مرد کے لئے ایسے مواقع پیدا نہیں ہوتے کہ جو سلسلہ تولید میں رکاوٹ بن سکیں۔ اس لئے خداوند عالم نے مردوں کے لئے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے اور عورتوں کے لئے یہ صورت جائز نہیں رکھی، کہ وہ بوقت واحد متعدد مردوں کے عقد میں آئیں۔ کیونکہ ایک عورت کا کئی شوہر کرنا غیرت و شرافت کے منافی ہے۔ اور اس کے علاوہ ایسی صورت میں نسب کی بھی تمیز نہ ہو سکے گی۔ کہ کون کس کے صلب سے ہے۔ چنانچہ امام رضا علیہ السلام سے ایک شخص نے دریافت کیا، کہ کیا وجہ ہے مرد کو ایک وقت میں چار بیویاں تک کر سکتا ہے، اور عورت ایک وقت میں ایک شوہر سے زیادہ نہیں کر سکتی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مرد جب متعدد عورتوں سے نکاح کرے گا تو اولاد بہر صورت اسی سے منسوب ہوگی۔ اور اگر عورت کے دو یا دو سے زیادہ شوہر ہوں گے، تو یہ نہ معلوم ہو سکے گا کہ کون کس کی اولاد اور کس شوہر سے ہے۔ لہذا ایسی صورت میں نسب مشتبہ ہو کر رہ جائے گا، اور صحیح باپ کا تعین نہ ہو سکے گا۔ اور یہ امر اس مولود کے مفاد کے بھی خلاف ہوگا۔ کیونکہ کوئی بھی بحیثیت باپ کے اس کی تربیت کی طرف متوجہ نہ ہوگا، جس کی وجہ سے وہ اخلاق و آداب سے بے بہرہ اور تعلیم و تربیت سے محروم ہو کر رہ جائے گا۔

(ترجمہ و شرح از مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ)

رباعی

از مابخبر حکایت مہر و وفا مپرس

(ذکر سید پاکنہاد۔ الحاج سید الف شاہ صاحب مدظلہ العالی)

"شاہ صاحب کے بلند پایہ وپر از معارف وعلوم کلام پر بعض نافہموں نے اعتراض کیا تھا۔ شاہ صاحب نے اس کے جواب میں صرف مندرجہ ذیل پُر محبت رباعی لکھ کر ارسال فرمائی ہے، جو سر تا پا معرفت میں ڈوبی ہوئی ہے۔"

اک محرمِ اسرار[1] سے پردہ کیسا—؟ بے دانشیٔ غیر پہ تکیہ کیسا؟

ٹھا سے جو رہے دامنِ پیمانِ الست[2] اُس بندۂ سرنگوں سے شکوہ کیسا؟

---

[1]۔ ما در پیالہ عکسِ رُخِ یار دیدہ ایم ۔ اے بیخبر ز لذت شُربِ دوامِ ما۔

[2]۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ۔ قَالُوا بَلٰی کی طرف اشارہ ہے۔

تخلیق اوّلؑ، انسانِ کامل

محمد مجتبیٰ و اہلبیت شرف علیہم السلام

(فکرِ شاعرِ معارف اسلام سید پاکنہاد الحاج سید الف شاہ صاحب مدظلہٗ)

سید پاکنہاد کی مندرجہ ذیل علم و عرفان سے بھرپور نظم اپنی مثال آپ ہے۔ اور اس کے مطالب سے کچھ وہی حضرات لطف اندوز ہو سکتے ہیں جو ذوقِ معرفت الٰہیہ و معرفت محمد و اہلبیتؑ شرف سے سرشار ہوں۔ کاش! اس قسم کا معرفت آموز کلام عوام بھی سمجھ سکتے اور ان کی قدر کرتے۔ (غیاث الدین)

ختمِ رسل، باعثِ ابداعِ دو عالم ؛ اے طاعتِ تو طاعتِ خود فاطرِ اعظم
ق ز ازل خواست نماید خود را ؛ حُسنش بکند جلوہ از عرشِ معظم
چو ملکِ عشق نداشتہ زا نژو ؛ افتاد نگاہِ کرمش بر آدم
نورِ تجلیش ترا داد وجودے ؛ یک پیکرِ اعلائے علیم و اعلم
گاہ در اں پیکرِ زیبا و لطیفے ؛ از لطف و کرم دمیدہ روحِ اعظم
ر نہ زند نہ تو خطائے بشری ؛ شد پیکر و روحِ تو بہم نورِ مجسم
ت سپس اختیارِ تام و قدرت ؛ بر جملہ آفرینش افضل و احکم
اں بتو تخت و سند ختمِ نبوت ؛ رخشاں ز تو اکلیلِ شہنشاہیِ عالم
شانِ تو، تو لولاک چو خود حق فرماید ؛ بر خلقِ جہاں طاعتِ تو واجب و لازم

از لطف مخواہ کہ کارہائے سیّد
باشد مختل چنیں و درہم برہم

تشریح و ترجمہ
(اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

لہ الرحمٰن، علّم القرآن، خلق الانسان علمہ البیان (قرآن)۔ انسان کامل یعنی [...]

اشارات:۔ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ و اہلبیت شرف (علیہم الصلوٰۃ والسلام) جن کی تخلیق تمام کائنات کی تخلیق سے ہزارہا سال پہلے معرض وجود میں آئی اور وجود میں آنے کے ساتھ ہی ان کو قرآن حکیم اور قرآن کے اندا[ز] بیان کی تعلیم دی گئی۔ مسلّم ہے کہ نبی و امام جاہل پیدا نہیں ہوتے۔ ان کی تعلیم تعلیم ایجادی یعنی آنی ہوتی ہے تدریجی نہیں ہوتی ـــ بالفاظ دیگر ان کی ایجاد و نفخ روح و تعلیم ایک آن میں ہے۔ یعنی پیدا ہوتے ہی وہ عالم فاضل ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو روح ان کو دی جاتی ہے وہ روح علمی ہوتی ہے۔

ترجمہ اشعار:۔ (۱) اے خاتم الانبیاء، اے دونوں جہان کی ایجاد کے باعث۔ اسے کہ تیری اطاعت اللہ تعالیٰ کی عین اطاعت ہے۔ (قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ۔ قرآن حکیم)

(۲) اللہ تعالیٰ نے روز ازل یہ چاہا کہ اپنے آپ کو پہچنوائے اور اپنے حسن کی جلوہ نمائی کرائے

(۳) چونکہ فرشتوں میں عشق کا فقدان تھا۔ اس لئے نگاہ کرم معشوق ازلی آدم پہ پڑی۔

(۴) اس نے اپنے نور تجلی سے تیرے پیکر اعلیٰ و علیم و اعلم کو خلق کیا۔

(۵) پھر تیرے پیکر زیبا و لطیف میں اپنے لطف و کرم سے روح اعظم نبوتی پھونکی۔

(۶) اس لحاظ سے کہ اس عالم بشری میں تجھ سے کسی قسم کی خطا سرزد نہ ہو۔ تیرے پیکر اور تیری روح کو جسم مروح و روح مجسد بنا دیا یعنی پیکر بھی نور، روح بھی نور۔ خالق بھی نور۔ مخلوق بھی نور۔ احد بھی نور، حجہ بھی نور۔ عاشق بھی نور۔ معشوق بھی نور۔ نورٌ علیٰ نور۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ

(۷) اس کے بعد معشوق ازلی نے تجھے قدرت و اختیارات تامہ مرحمت فرمائے اور تمام مخلوقات پر تجھے افضل و احکم قرار دیا۔ یعنی (ما سوا اللہ) تمام عوالم امکانیہ ۔ عالم سواد ۔ عالم ارواح ۔ عالم نفوس عالم معقول، عوالم ارضی و عوالم سماوی۔ جن و انس۔ چرند و پرند۔ قریب و بعید۔ مرئی، غیر مرئی" ان سب پر تجھے مبعوث فرمایا۔ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا ۔ (قرآن حکیم)

(۸) مسند و تخت ختم نبوت جس پر تو متمکن ہے تیرے وجود اقدس پر نازاں ہیں۔ تاج شہنشاہی عوالم بھی جو تیرے سر پر ہے تیری ذات قدسی صفات کے قرب کی وجہ سے درخشاں ہے۔

(۹) چونکہ حق تعالےٰ نے تیری شان میں لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا ہے اسی لئے جہان کی تمام مخلوق پر تیری اطاعت نہ صرف واجب و لازم ہے بلکہ اوجب و الزم ہے۔

(۱۰) سیّد کے تمام کام بے ترتیب و درہم و برہم پڑے ہیں۔ تو اپنے لطف مخصوص سے ان کی اصلاح فرما۔ اور ان کو بے نظم نہ رہنے دے۔

آئینۂ تاریخ

(فکر شاعر اہل بیتؑ حضرت نشارؔ حیدری مدظلہ)

مختاری مصطفےٰ کو جو ربِ غنی نے دی
سرداری مرتضیٰؑ کو خدائے علی نے دی

ں لائے آیتِ انذرِ عشیر جب ! ؛ دعوت بدستِ حیدرِ صفدر نبیؐ نے دی
ہے کون بولو، وصی و وزیرِ من ؛ آواز جلسہ گہہ میں خدا کے نبیؐ نے دی
علیؑ کہ کرتا ہوں اعلان آج میں ؛ مرجائے گا نبی کو جو ایذا کسی نے دی
کی زبان جبکہ نبیؐ کو علیؑ نے دی ؛ فوراً نیابت اپنی علیؑ کو نبیؐ نے دی
ی سورہ لاکے نبیؐ کو وحی نے دی ؛ تبلیغ کے لئے یہ کسی کو نبیؐ نے دی
کتے ہی پوچھا خدا نے رسولؐ سے ؛ کیوں غیر کو نیابتِ کبریٰ نبیؐ نے دی
اپنا خود کردیا کرے وہ جو تجھ سے ہو ؛ یہ خبر آسمانی نبیؐ کو وحی نے دی
دیا علیؑ کو رسالت مآب نے ؛ آواز جانے والے کو مولا علیؑ نے دی
تے راستے میں سنایا جو حکمِ حق ؛ واپس علیؑ کو سورتِ توبہ کسی نے دی
و نیاز ذاتِ جلی و علیؑ میں تھا ؛ سب کو خبر ہے مخبرِ صادق نبیؐ نے دی
تا ترین نبیؐ و علیؑ کا ہے واسطہ ؛ ہارون سے مثال علیؑ کی نبیؐ نے دی
ی دی علیؑ نے ہوا حکمِ ذوالجلال ؛ انگشتری فقیر کو میرے ولی نے دی

اللہ رے شانِ حیدرِ کرّار اے نشارؔ
"تلوار حق نے دی انھیں دخترِ نبیؐ نے دی"

نیف مرثیہ کا ایک

...ند ...

سید آفتاب حسین زیدی

...پوری - لاہور

"بہ بارگاہِ شرف شہنشاہِ نجف"

یہ وہ ہیں کان کہ سن لے کوئی گران کا کلام ؛ چھوڑ کر معدنِ زر بن کے رہے ان کا غلام
یہ وہ یاقوت ہیں لگ جائے جو سجدہ میں حسام ؛ خون جس جا پہ گرے لعل ہو بکسر وہ مقام

سارے پتھر ہوں ترابی ربع مسکوں یہ شرف ہو جائے
پڑھ لے ہر ذرہ قرآں، ذرِ نجف ہو جائے

مَیں نشے میں ہُوں!

(از شاعرِ اہلبیتؑ شاؔد گیلانی)

پی کر شرابِ حُبِّ علیؑ - مَیں نشے میں ہوں ؛ شاخِ وِلا پہ پھُول کھِلی - مَیں نشے میں ہوں

اے زوجِ فاطمہؑ، مرے بازو کو تھام لے ؛ ملتی نہیں ارم کی گلی - مَیں نشے میں ہوں

ناصح نہ چھیڑ مجھ کو کہ سب بحث ہے فضول ؛ سمجھوں گا کیا بُری یا بھلی - مَیں نشے میں ہوں

آنکھوں میں ہیں وِلائے امامت کی مستیاں ؛ لب پر ہے وردِ نادِ علیؑ - مَیں نشے میں ہوں

کیا کیف ہے بہارِ نجف کی شمیم میں! ؛ ایسی نسیمِ مست چلی - مَیں نشے میں ہوں

محشر میں کچھ خیال رہے شاؔد کا حضور

اے اُمّتِ نبیؐ کے ولی - مَیں نشے میں ہوں

احمدؐ و بُوجہل

از جناب شاؔد حیدری صاحب

جنگ میں جانا جُدا ہے، جنگ میں لڑنا جُدا ؛ فرق کراری و فراری میں کر بہرِ خدا

احمدؐ و بوجہل جائیں گر سوئے بُتکدہ ؛ کیا نہ ہوگا فرق ان دونوں کے جانے میں بھلا

ہے عیاں جائے گا اِک بُت توڑنے کے واسطے

دوسرا ہاتھوں کو اپنے جوڑنے کے واسطے

(قرآنی نقطہ نظر سے) (تعلیمات قدرت کی روشنی میں)

کیا وجود محمدؐ و آلِ محمدؐ ابتدا میں موجود تھا اور قیامت تک رہے گا؟

(از غیاث الدین مدیر معارف اسلام لاہور)

(ضروری نوٹ: مضمون ہذا سے ثنائے محمدؐ و آلِ محمدؐ ہی مقصود نہیں ہے بلکہ احکام خالق کو بجا لانے کے لئے ان ہستیوں کی پیروی بھی مراد ہے جن کو خالق نے اس مقصد خاص کیلئے پیدا کیا اور جن کی پیروی سے نجات اُخروی یعنی حیات بعد ممات عمدگی کے ساتھ حاصل ہو سکتی ہے ان ہستیوں کو نمایاں کرنے سے انکی رہنمائی لازم ہو جاتی ہے۔ اور یہی مقصد زیادہ تر معارف اسلام کا ہے)

عنوان بالا میں "ابتدا" کا لفظ آگیا ہے۔ ہم شروع کرنے سے پیشتر اس کی قدرے وضاحت کرتے ہیں ہ دلوں میں شکوک و شبہات پیدا نہ ہو سکیں۔ یسوعیوں کی بائبل کی ایک آیت ہے بلکہ عہد نامہ جدید میں یوحنا انجیل کا آغاز بھی ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا ی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا"

بائبل کے ان فقرات میں خدا کو ابتدا سے مانا گیا ہے درانحالیکہ وہ ازلی و قدیم ہے۔ مگر یہاں نہ صرف دا کو ہی محدود تسلیم کیا گیا ہے بلکہ خدا کے ساتھ شرک کا اظہار صاف صاف الفاظ میں موجود ہے۔ یہ اسلامی تعلیم ے سراسر خلاف ہے، کیونکہ جس کی "ابتدا" و انتہا ہو وہ یقیناً محدود ہے۔ خدا تعالےٰ ابتدا سے پہلے بھی جود تھا اور انتہا سے بعد بھی رہے گا۔ اس کی ابتدا و انتہا نہیں۔ اس کی معرفت کا حق ہماری محدود اور ناقص قول میں سمانا ناممکن ہے۔ البتہ ہر ایک کو اپنے اپنے مقام پر بقدرِ استطاعت معرفت کا کچھ حصہ حاصل ہے۔ خالق کائنات حدود و ابتدا و انتہا سے بری ہے۔ جو ابتدا سے ہوگا وہ محدود ہوگا۔ لہٰذا وہ خالق نہیں سکتا۔ بلکہ مخلوق۔ ہم نے جو عنوان بالا میں وجود محمدؐ و آلِ محمدؐ کے "ابتدا" میں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ تو ہ سے غلط فہمی میں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ان مقدسین کو ہم نے (نعوذ باللہ) خدا نو سمجھ لیا۔ بلکہ ان کا ابتدا میں ناہی ان کا مخلوق ہونا ثابت کرتا ہے۔ مگر مخلوقِ اول باری تعالیٰ۔

بائبل نے اپنے مندرجہ بالا فقرات میں اگرچہ خدا کو محدود و مجسم مان کر اس کی توحید کی مخالفت کی ہے اس کے ساتھ "کلام" کو شریک کر کے اور "کلام" ہی کو خدا تعالیٰ سمجھ کر اپنے مشرک ہونے کا ثبوت بھی پہنچایا۔ مگر بات ان فقرات میں ایک درست بھی کہدی گئی ہے۔ یعنی ابتدا میں کلام تھا۔ گویا تخلیق کی دا میں سب سے پہلی چیز "کلام" تھا۔ یعنی مخلوق اول جو تھا وہ "کلام" تھا ——

اور "کلام" نہیں ہے مگر "ذکر" مخلوق کی ابتدا

ذکر سے ہوئی - اب پڑھئے قرآن حکیم کی آیت جلی :-

قَد انزلَ اللهُ الیکم ذِکراً ہ رسولاً یتلوا علیکم آیات الله مُبیّنٰتٍ

لیخرج الّذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰتِ من الظّلمات الی النّور (پ ۲۸ ع ۱۷ الطلاق)

"یقیناً اللہ نے تمہاری طرف ذِکر کو رسول بنا کر بھیجا۔ جو تم کو خدا کی کھلی آیتیں پڑھ کر

سناتا ہے۔ تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں (کفر کی) تاریکیوں

سے (ایمان کی) روشنی کی طرف نکال لائے" [۱]

ظاہر ہے کہ تخلیق کائنات بجز عبادت خدا اور کسی غرض کے لئے نہیں ہوئی - (وما خلقت الجنّ والانس

الّا لیعبدون - قرآن) یہاں پر عبادت کی وسعت بیان کرنا مقصود نہیں۔ کہ کیا کیا چیزیں عبادت خدا میں شامل

ہیں۔ مگر اس سے انکار نہیں کہ تخلیق محض عبادت کے لئے ہوئی ہے اور عبادت ہو نہیں سکتی بغیر "ذکر" کے

لہذا عبادت سے پیشتر "ذکر" کا وجود ضروری ہے - لہذا پہلے ذکر کی تخلیق ہوئی اور "ذکر" نے خود پہلے عبادت

کی - قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ کی زبانی قول محمدؐ رسول اللہ موجود ہے :- قل ان کان للرحمٰن ولدٌ فانا اوّل

العٰبدین (پ ۲۵ ع ۱۳ الزخرف) یعنی اے محمدؐ رسول اللہ عیسائیوں سے کہدو کہ اگر خدائے رحمٰن کا کوئی بیٹا ہو سکتا

تو سب سے پہلا عبادت کرنے والا تو میں ہی ہوں۔ کیا مجھے پتہ نہ ہوتا - اس آیت کی تفسیر حضرتؐ نے یوں کی

کہ "اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی اولاد ہے۔ سب سے زیادہ نفرت کرنے والا میں ہوں -

کیونکہ مجھ سے پہلے کسی نے عبادت خدا نہیں کی" ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ حضورؐ سے زائد از چھ صد

سال پیشتر ہوئے تھے اور اس دنیا سے اٹھا لئے گئے تھے - مگر حضورؐ روح اللہ سے چھ سو سال بعد اس

دنیا میں ولادت فرمانے کے بھی ان کی نسبت بلکہ تمام کی نسبت اپنے کو اوّل العابدین فرمارہے - بلکہ خود خدا

کا ارشاد ہے کہ آپ کہدیں کہ آپ اوّل العابدین ہیں - گویا کہ باوجود انبیاء میں سب سے آخر اس دنیا میں آنے

کے خدائے رحمٰن حضورؐ ہی کو اوّل العابدین تسلیم کر رہا ہے - اس مقدمے سے ظاہر ہو گیا کہ دنیا میں ولادت

پانے سے پیشتر بھی مولودین کے وجود موجود ہو سکتے ہیں - پس جس وقت کہا جائے کہ وجود محمدؐ وآل محمدؐ

---

[۱] تفسیر صافی صفحہ ۵۰۲ بحوالہ عیون الاخبار الرضا ، امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول " فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم

لا تعلمون" (پ ۱۴ ع ۶ - النحل) کی تفسیر میں منقول ہے کہ " الذکر" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اہل الذکر ہم

آل رسول ہیں۔ اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی سورہ طلاق میں بیان فرما دیا ہے :- فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین

آمنوا قد انزل اللہ علیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم آیات ..... الخ (قرآن ترجمہ تفسیر المتقین علامہ کاظمی صفحہ ۷۶۰)

ابتدا میں موجود تھا تو یہ غلط نہیں۔ گو بعض طبیعتوں پر یہ گراں گزرتا ہے اور اس کی وجہ مخالفین اسلام کا وہ ابلیسی عقیدہ ہے جو انھوں نے اسلام میں داخل کر دیا اور بعض طبیعتوں نے ان کی ظاہرا دنیاوی بزرگی دیکھ کر قبول کر لیا کہ وہ اپنے یعنی اپنی ذات کے وجود کو تو موجود سمجھتے ہیں مگر محمدؐ و آل محمدؐ کو موجود نہیں سمجھتے ابلیس لعین نے بھی حکم خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنی ذات کو مقدم رکھا تھا اور خاصان و مقربان خدا کی تعظیم سے انکار کیا تھا۔ تکبر کی وجہ سے خدا کے خود اپنے حکم سے سرتابی کر کے اپنے علم ناقص کو خدا کے علم کامل پر تفوق دینے لگا۔ یعنی "تعظیم و تسلیم" کو "عبادت و پرستش" سمجھنے لگ گیا اور آدمؑ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے بجائے الٹا اُسے گمراہی میں مبتلا کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

وجود محمدؐ و آل محمدؐ کو ابتدا میں سمجھنے سے گریز کر کے ماتھوں پر شکن ڈالنے والے قرآن حکیم کو ہی دیکھیں جس کی رُو سے خود ان کا وجود بھی دنیا میں نمودار ہونے سے پیشتر موجود ثابت ہوتا ہے۔ شب و روز انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے والے سوچیں کہ جب ہم خدا کی طرف سے دنیا میں آئے اور خدا ہی کی طرف دنیا سے لوٹ جائیں گے تو کیا دنیا میں آنے سے پہلے اور جانے سے بعد ہمارا وجود ثابت نہیں ہوتا؟ اگر موجود نہیں تھے تو وہاں سے چلا کون؟ اور دنیا میں پہنچا کون! اور اگر بعد میں موجود نہ ہوں گے تو یہاں پر مرنے کے بعد رجعت کس نے کی؟ اس کے علاوہ قرآن حکیم میں یہ ارشاد ربانی بھی دعوت غور و فکر دیتا ہے۔ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم، قالوا بلیٰ ...... (الآخر) پارہ ۹ رکوع ۱۲، الاعراف۔ "اور اے محمدؐ رسول اللہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے پروردگار نے اولاد آدمؑ سے ان کی پشت در پشت اولاد کو لیا۔ ان کو اپنی اپنی ذات پر گواہ قرار دیا اور اُن سے سوال کیا۔ "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟" سب نے عرض کی، بیشک ہے۔ ہم گواہ ہیں کہ تو ہمارا رب ہے۔ تمہارا یہ اقرار ہم نے اس لئے جتلایا کہ قیامت کے دن کہیں تم یہ نہ کہدو کہ ہم تم سے بے خبر تھے"۔

یہ سب کچھ اوّل مخلوق یعنی محمد رسول اللہ اور ان کی عترت یعنی آلؑ کے سامنے ہو رہا تھا۔ اسی لئے یاد کرایا جا رہا ہے کہ یاد ہے نا وہ وقت جبکہ یہ سب کچھ ہوا!۔ لہٰذا وجود محمدؐ و آل محمدؐ یوم الست سے پیشتر موجود۔

ہم اس جگہ محمدؐ کے ساتھ آل محمدؐ کو شریک کرنے کے متعلق بھی تھوڑی وضاحت کرنا چاہتے ہیں ممکن ہے کہ بعض دماغوں میں یہ الجھن پیدا ہو جائے کہ یاد تو رسول اللہ کو کرایا جا رہا ہے۔ آپ کی اولاد تو نہیں۔ اور اول العابدین تو رسولؐ تھے آلؑ نہیں تو پھر محمدؐ کے ساتھ آلؑ کا ذکر کیوں ضروری ہے؟ اگر اس کے متعلق لفظ "عترت" یا "آل" کی حقیقت پر غور کر لیا جائے تو یہ وہم یا الجھن چشم زدن میں ختم

ہو جاتی ہے۔ دراصل "آل" کا اس کے اصل سے ایسا تعلق ہوتا ہے جو جدا نہیں ہو سکتا۔ نہ صرف اس کا ہم جنس ہونا، یعنی اسی میں سے ہونا بلکہ مکمل طور پر جس کی آل ہو اس کا مطیع بھی ہونا۔ اگر صرف مطیع ہے مگر اس کے اہل میں سے نہیں، تو وہ آل نہیں کہلا سکتا۔ اور اگر اس کے اہل میں سے تو ہے مگر مطیع نہیں تب بھی وہ آل میں شریک نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آل کا وہ رشتہ اور تعلق ہے جو کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی قربت کے مقابل کا کوئی رشتہ نہیں۔ اس کی مزید وضاحت لفظ "عترت" سے ہوتی ہے۔ جس کے لغوی معنے بھی کسی چیز کی چمک وآبداری کے ہیں۔ سونا و چاندی جہاں موجود ہوں گے وہاں اس کی چمک "عترت" بھی موجود ہوگی۔ یہ چمک اور یہ آب ہی سونے چاندی یا ہیرے وغیرہ کا جوہر ہیں اور ان کے وجود کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر یہ چمک اس وقت موجود ہو سکتی ہے جبکہ سونا وغیرہ خود بھی ہوں۔ اگر سونا نہیں تو یہ چمک بھی نہیں۔ اور اگر چمک نہیں تو یہ سونا "سونا" نہیں۔ یا اس کی مثال "پھول اور اس کی خوشبو" کی ہے۔ خوشبو پھول کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔ پس جو تعلق ہیرے اور اس کی چمک یا پھول اور اس کی خوشبو کا ہے وہی تعلق ہر صاحب عترت اور اس کی عترت کا ہے۔ واضح رہے کہ زوجہ کسی کی عترت یا آل میں شامل نہیں، کیونکہ تزویج سے پیشتر بھی وہ جدا تھی اور اگر تزویج سے جدا کر دی جائے تب بھی اس کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ غرضکہ ہمجنسی و مطابعت میں آل یا عترت کسی آن بھی صاحب عترت سے جدا نہیں ہوتی یہی تو وجہ تھی کہ جب قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ نے مع اپنے ملائکہ مقربین کے "النبیؐ" پر متواتر درود و سلام بھیجا اور (بھیجتا ہے) تو اس کے معنی حقیقی بھی خود خدا تعالےٰ نے نبی اکرم اور ان کی عترت یعنی ہمجنس نبی) بتائے اور آج آیت درود کی مطابعت میں بلا لحاظ فرقہ تمام اہل اسلام کا متفقہ عمل ہے کہ بغیر محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے ان کی نماز کی تکمیل نہیں ہوتی۔

پس جب سے وجود محمدؐ موجود تب سے ہی محمدؐ کے ساتھ ان کے اجزاء بھی موجود۔ جب نور محمد مصطفےٰ مخلوق اول، اول العابدین، اول المسلمین تھا تو لازمی طور پر اس نور کے حصے اس کی شعاعیں اور اس نور کی چمک بھی اول مخلوق، اول العابدین اور اول المسلمین تھی۔ قرآن حکیم میں اس کی مزید وضاحت صاف صاف اور کھلے الفاظ میں موجود ہے۔ ارشاد ہے:- واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاءکم رسول ...... الخ (پ ۳-ع ۱۷- آل عمران) - یعنی اے محمد رسول اللہ وہ وقت یاد ہے نا جس وقت خدا نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں گا پھر (یعنی سب کے آخر میں) ایک رسولؐ تمہارے پاس والی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوا آئیگا تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا (پھر خدا تعالےٰ نے) فرمایا:- کیا تم نے اس کا اقرار کیا اور کیا تم نے اپنے ذمہ میرا یہ بوجھ لیا؟ تو سب نے کہا، ہم نے اقرار کیا۔ (خدا نے) فرمایا:- اب تم سب گواہ رہو اور میں بھی

...رے ساتھ گواہی دینے والا ہوں۔ پھر جو اس عہد سے پھر جائے وہی تو نافرمان ہوں گے" ـــــــ
...ضور ختمی مرتبت کو یاد دہانی کرائی جا رہی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے اور نیز الفاظ آیات سے بھی یہی ثابت
...تا ہے کہ جملہ انبیاء سے دنیا میں آنے سے پیشتر عالم ارواح میں عہد و پیمان لیا جا رہا ہے اور عہد و پیمان
...لینے والوں میں ذاتِ ختمی مرتبت شامل نہیں۔ بلکہ آنحضورؐ کے سامنے دوسرے تمام انبیاءؑ سے ان کے
...تعلق ان پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا اقرار کرایا جا رہا ہے۔ کیا عیسیٰؑ ابن مریم رسول اکرمؐ
...سے پیشتر کے تمام انبیاءؑ میں سے آخری اولوالعزم نبی ان تمام انبیاءؑ کی نمائندگی کرتے ہوئے حسب اقرار
...ل محمدؐ کی آخری فرد حضور امام آخرالزمان مہدیؑ دوران جانشین محمد مصطفےٰؐ کی نصرت نہ فرمائیں گے جبکہ
...کی نصرت محمدؐ کی نصرت ہے۔ اور کیا عیسیٰؑ کی طرف سے نصرت تمام انبیاءؑ کی طرف سے نصرت نہ ہوگی؟
ـــــــ اس اول اور آخر تطابق سے ظاہر ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ جب بھی موجود تھے جبکہ ان کے متعلق
...انبیاءؑ سے عہد لیا جا رہا تھا اور محمدؐ و آل محمدؐ آخر تک بھی موجود رہیں گے۔ جبکہ اس عہد و پیمان کو پورا
...کیا جائے گا۔ ابتدا میں جب ابلیسؑ نے سرکشی کی تو اس وقت بھی وجود محمدؐ و آل محمدؐ کا موجود
...ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ؕ استکبرت ام کنت من العالین
(پ ۲۳ ـ ع ۱۴ ـ ص) "یعنی خدا تعالیٰ نے سوال کیا۔ اے ابلیس جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں
کے ساتھ بنایا اُسے سجدہ کرنے سے کیا چیز تجھے مانع آئی۔ تو نے بڑائی چاہی، یا تو اعلیٰ درجہ والوں میں سے
ہو گیا"۔ ـــــــ اس آیت قرآن نے تخلیق آدمؑ سے پیشتر ملائکہ کے علاوہ طبقۂ عالین (اعلیٰ درجات
والوں) کا وجود بھی ثابت کر دیا ہے۔ اور اسی طبقۂ عالین کی وضاحت اس سے پیشتر آیت میثاق سے واضح
ہو چکی ہے۔ نیز اس آیت میں خدا کے دونوں ہاتھوں سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کی وضاحت قولِ علی
علیہ السلام "اِنّی خَمَّرْتُ طِیْنَۃَ آدَمَ بِیَدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا" سے نہیں ہوتی ہے۔ ان آیات کی موجودگی میں
...ن مسلمان ہے جو وجودِ محمدؐ و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے ابتدا میں ہونے اور واجب الاطاعت
والتعظیم ہونے سے انکار کرے اور تمام انبیاء و مرسلین بلکہ جملہ مخلوقات کے لئے ان پر ایمان لانا واجب
...نہ سمجھے۔ آج زمانہ کو صحیح رہنماؤں کی ضرورت ہے۔ قول اقبالؒ ہے۔

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں ـ کہ درویشی بھی عیاری ہے ـ سلطانی بھی عیاری
جعلی رہنماؤں نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور فی زمانہ عالم اسلام اندرونی و بیرونی
دشمنوں سے گھر گیا ہے۔ ہر شخص رہنما بننے کے لئے آئے دن کوئی نہ کوئی نیا نظریہ اسلام میں داخل کر دیتا
ہے اور جمہوریت پسند خودرائے پرست طبیعتیں فوراً اس طرف رجوع کرتی ہیں۔ آدمی جدت پسند واقع ہوا ہے

(... معصومیہ ...)

علیؑ کے سوا کوئی ایلیا نہیں

مذاہب عالم کی کتب مقدسہ میں

امیر المومنینؑ ہی کو ایلیا کہا گیا ہے

(از تحقیقات حکیم سید محمود گیلانی مدیر معاون "معارف اسلام لاہور")

پھانسی کے تختے پر "علیؑ علیؑ" پکار کر جس سچے مسیح نے مصیبت سے نجات پائی۔ خدا کے ہوئے اس سچے مسیح نے اپنی رفع الی السماء سے پیشتر دنیا کے تمام اقوام و ملل کو یہ انتباہ فرمایا تھا "خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے۔ کہ وہ میں ہی ہوں۔ اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے" (مرقس باب ۱۳ فقرہ ۵ تا ۶)

جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس ارشاد میں لوگوں کو جھوٹی مسیحیت اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں، ان کے دجل و فریب، اور ان کی ضلالت انگیز تعلیمات کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ آئندہ زمانوں میں کئی مخبوط الحواس اور مالیخولیائے مراقی میں مبتلا اشخاص مدعی رسالت کاذبہ ہوں گے۔ اور کہیں گے "ہم ہی وہ مسیح موعود ہیں، جس کے نزول کی قرآن اور حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ مگر ان سے بہر صورت مجتنب رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور اہل دنیا کو بھی گمراہ کریں گے"۔ مسیح علیہ السلام نے اس اجمال کی یوں تفصیل بیان فرمائی ہے :-

"خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار۔ گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔ اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ ۔۔۔۔۔۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔ اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا۔ وہ نجات پائے گا۔ اسوقت اگر کوئی تم

ی سے خود اوی اپنیا ہیں

سے کہے۔ کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے۔ تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام کر دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو۔ تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ (متی باب ۲۴۔ فقرہ ۵ تا ۲۴) مندرجہ انجیل مقدس۔ نیا عہد نامہ "شائع کردہ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی۔ انار کلی لاہور ۱۹۵۲ء"

(The new Testament in Urdu Printed in Great Britain 1952, B& F.B.S. Lahore.)

امتِ محمدیہ کی بد قسمتی

آخر اللہ کے پیغمبر صادق حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ مسیحان باطل نے کاذبہ اور مہدیان جعلیہ نے جنم لینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ــــ مسلمانوں کی بد نصیبی دیکھئے امت مسلمہ کے بعض گروہوں میں سے جھوٹے رسول، مبنا نبی، مسیح اور خود ساختہ مہدی، سر نکالنے لگے۔ ان لوگوں نے قرآن و حدیث کے آیات و روایات کے خلاف اپنی ضلالت و زندیقیت کو بروئے کار لا کر حضور سرکار دو جہاں، سردار عالمیان کی ختم المرسلینی کو بزعم خود توڑا اور جناب پیغمبر آخر الزماں کی بڑی چالاکی، دیدہ دلیری سے توہین و تذلیل کرتے ہوئے رسالت کاذبہ اور نبوت جعلیہ کی خود ساختہ کرسی پر متمکن ہو گئے۔ چنانچہ کون ہوشمند مسلمان نہیں جانتا۔ کہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں جہاں ایک طرف ایران میں علی محمد باب اور بہاءاللہ ایسے فتنہ گروں نے اپنی رسالت کاذبہ اور مہدویت باطلہ کا شور مچا رکھا تھا۔ وہاں دوسری طرف متحدہ ہندوستان کے خطہ پنجاب میں نئے احمدی فرقہ کے بانی نے اپنی مجددیت۔ مہدویت۔ مسیحیت۔ رسالت نبیت اور کلنکی اوتاریت کے بوقلموں دعووں سے کلمہ گویان رسول کو پریشان کر رکھا تھا۔ ایران کی بہائی نبوت اور جعلی مہدویت کو تو وہاں کی مسلم حکومت نے گولیوں سے بھونا اور تختہ دار کی زینت بنایا لیکن ــــ متحدہ ہندوستان یعنی یونائیٹڈ پنجاب کی رسالت و مسیحیت اولبکہ انگریز کے سایہ تلے پرورش پاتی تھی اور برطانی قیصریت اس کی محافظ خاص بن چکی تھی۔ اس لئے نانی حکومت کے عہد میں علمائے اسلام کے فتاوائے کفر کے باوجود اس نے کچھ نہ کچھ فروغ پکڑا۔ اور قادیانی مشن عالمان دین کی تکفیر کی موجودگی میں برٹش انڈین گورنمنٹ کی نظر کرم سے رفتہ رفتہ ترقی کرتا گیا۔ حتیٰ کہ وہ بقدر ہمت سارے متحدہ ہندوستان میں پھیل گیا

۵۔ (فٹ نوٹ ۱ و ۲ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

---

۵ اس مضمون کے تمام حوالے متعلقہ انجیل مذکورہ ایڈیشن سے دیئے گئے ہیں۔ (محمود گیلانی)

بد قسمتی کا بد انجام!

یہ امت مسلمہ کی بد قسمتی ہی کا بد انجام ہے کہ آج اُس پر وہ دینِ نو ساختہ مسلط ہے جو عرفِ عام میں "قادیانیت"
کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس نے غلام احمدیت کا ہمرنگ زمین دام بچھا کر مسلمانوں کو یہ کہہ کر بھانسنا شروع
کر دیا کہ:-

"میں خدا کی ہم کلامی سے مشرف ہوں۔ وہ میرے ساتھ بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے۔ اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو، دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام 'نبی' رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو دنیا سے گزر جاؤں" (مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی بنام اخبار عام لاہور۔ محررہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء) [1]

(فٹ نوٹ گذشتہ صفحہ سے متعلق:-) [1] "جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔" (ضرورۃ الامام مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

[2] "میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرِ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے نیچے انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔" (تحفہ قیصریہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

[3] "نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی اس گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ اس کے ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد دہم)

---

[1] یہ خط مرزا صاحب نے اپنی موت سے صرف تین دن پہلے لکھا تھا۔ کتاب "کلمۃ الفصل" مصنفہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی میں اس کی تفصیل درج ہے۔ (گیلانی)

نبوت کاذبہ اور خالص نبوت خود ساختہ کے اس دعوے کے بعد مرزائے قادیان اپنی مسیحیت کا اعلان یوں فرماتے ہیں:۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"
(تتمہ حقیقت الوحی مصنفہ مرزا صاحب قادیانی)

اس سلسلہ میں اہل اسلام کو بدراہ کرنے اور انھیں غلط فہمی و گمراہی میں ڈال کر اپنے دین یعنی اس قادیانیت میں داخل کرنے کے لئے ایک اور خطرناک چال چلی گئی۔ اور مرزا صاحب کے دعوئے نبوت و رسالت کے متعلق یہ ڈھنڈورہ پیٹا گیا۔ کہ مرزا صاحب نے جس نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے وہ اصلی اور حقیقی نہیں، بلکہ غیر تشریعی۔ بروزی، عکسی، ظلی۔ معکوسی، تبعی۔ اتباعی امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت پر ذرا حرف نہیں لاتا۔ لیکن جب غور کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ تو جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوئے رسالت، اس حقیقی نبوت کے ہم پلہ بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر نظر آئے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیائے صادقین علیہم السلام کو عطا کی گئی تھی۔ ایسی متعدد تحریریں قادیانی لٹریچر میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر دو ایک عبارتیں ملاحظہ کیجئے:

(۱) — "درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقررہ کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رو سے جو نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں، جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں۔ تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی ہیں۔" (القول الفصل مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی)

(۲) — "شریعت اسلامی۔ نبی کے جو معنی کرتی ہے۔ اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔" (کتاب حقیقت النبوۃ مصنفہ جناب خلیفہ قادیان)

(۳) — "غضب تو یہ ہے کہ آپ حضرت اقدس کو مسیح موعود۔ مہدی۔ نبی نہیں مانتے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے۔ تو مسیح موعود بھی نہ تھے۔ (نعوذ باللہ) اور اس لئے آپ کا ماننا نہ ماننا برابر ہوا۔ وہ ضرور حقیقی نبی تھے اور خدا کی قسم ضرور بہ ضرور نبی تھے۔ اور آپ کے مخالف حضرات کا بھی یہی حشر ہوگا۔ جو دیگر انبیاء کے مخالفین کا۔" (کتاب الہدیٰ مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب محمدی)

(۴) — "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں میں نے اپنی کتاب انوار اللہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ و عیسیٰ و آنحضرت صلعم نبی ہیں۔ لا نفرق بین احد من رسلہ۔" (الفضل قادیان۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)

لیجئے! مندرجہ بالا تحریرات سے قادیانی صاحب کی نبوت و رسالت کا معاملہ صاف ہوگیا - اور ان کے دعوی پر عکس و مجاز - ظل و بروز کا جو پردہ پڑا ہوا تھا وہ بھی اٹھ گیا ۔ اب ایک بات باقی رہ جاتی ہے - اور وہ ہے جناب سرکار دو عالم محمد مصطفےٰؐ کی اطاعت و اتباع سے "نبی" بننے کے متعلق - چنانچہ سوال پیدا ہوتا ہے کیا واقعی مرزا صاحب نے حضور سرور دوجہان کی سچی غلامی اختیار کر کے "نبوت" کا منصب حاصل کیا ہے اور کیا مرزائے قادیان فی الواقع جناب رسول آخر الزمانؐ کے محب صادق اور عاشق قانت تھے - ؟ - اور کیا انھوں نے سچ مچ "فنا فی الرسول" ہو کر رسالت حاصل کی تھی ؟

یہ درست ہے کہ مرزا صاحب کی تصنیفات اور ان کے جانشینوں کی تحریرات میں اکثر جگہ اس کا اعلان کیا گیا ہے - کہ جس نبوت و رسالت کا پیغمبر قادیان صاحب نے دعویٰ کیا ہے وہ بلا واسطہ نہیں بالواسطہ ہے اور یہ نبوت ان کو جناب خاتم النبیینؐ کے "فیوض و برکات" اور اطاعت و متابعت سے حاصل ہوئی ہے ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ جب راہوار تحقیق کو ایڑ لگائی جائے گی اور حقیقت کو تلاش کیا جائے گا، تو اس راز سربستہ کو منکشف ہوتے دیر نہ لگے گی - کہ جناب مرزائے قادیان نے نہ صرف نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے حضور خاتم الانبیاء کی ختم المرسلینی کو توڑا - اور شریعت اسلامیہ کے ایک بنیادی مسئلہ ختم نبوت سے انحراف کر کے وہ اسلام سے دور ۔۔۔ بہت دور ہٹ گئے - بلکہ خوب غور سے سن لیا جائے کہ مرزا جی قادیانی نے خود "خاتم النبیین" ہونے کا دعوی کیا - تمام انبیاء سے اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ۔ اور حضور محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰؐ سے بہر لحاظ افضل و اشرف ہونے کا دعویٰ کیا -

مرزائے قادیان کی تعلّیاں اور بیباکیاں!

برادران اسلام تو یہی رونا روتے رہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت - مسیحیت - مہدویت کے دعوے کر کے مسلمانوں میں گمراہی پھیلائی اور متعدد کلمہ گویان رسول مقبولؐ کو گمراہ کر دیا - وہ کبھی غصہ و غضب میں آ کر، اور کبھی حیف و تاسف سے ہاتھ مل کر یہ کہتے رہے کہ مرزائے قادیان نے تمام انبیاء و مرسلین الصادقین کا - اور خصوصاً حضور ختمی رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثیل و نظیر بنکر انبیائے کرام اور جناب رسول اعظمؐ اور اسلام کی تذلیل و توہین کی ہے - جیسا کہ خود مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں :-

(۱) ۔ "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں - ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں - سو وہ میں ہوں" (براہین احمدیہ - حصہ پنجم مصنفہ مرزا صاحب)

(۲) ۔ "تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں - میں آدم ہوں - میں شیث ہوں - میں نوح ہوں - میں ابراہیم ہوں - میں اسحاق ہوں - میں اسمٰعیل ہوں - میں یعقوب ہوں - میں یوسف ہوں - میں موسیٰ ہوں - میں داؤد ہوں - میں عیسیٰ ہوں - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

کا میں مظہر اتم ہوں - یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔" (حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

(۳) - ہنم مسیح زماں و ہنم کلیم خدا + ہنم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد۔ (درثمین فارسی)

صرف اسی پر بس نہیں - مرزا صاحب نے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے لیکر حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مبعوث ہونے والے تمام انبیاء و مرسلین (ع صادقین سے افضل و اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے - مثلاً :-

(۱) آدم سے افضل ہونے کا دعویٰ :- "آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور اُن میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے - اور مسیح اتم (مرزا) اس لئے آیا کہ ان کو دارفنا کی طرف لوٹائے - اور ان میں سے اختلاف و مخاصمت - تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے۔" (ضمیمہ خطبہ الہامیہ از مرزائے قادیان)

(۲) حضرت نوح سے افضل ہونے کا دعویٰ :- "خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا صاحب)

(۳) حضرت یوسف سے افضل ہونے کا دعویٰ :- "اس امت کا یوسف یہ عاجز - اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے - کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا - مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا - اور اس امت کی یوسف کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ کی گواہی دیدی - اور اور بھی نشان دکھلائے - مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم از مرزا صاحب)

(۴) حضرت عیسیٰ سے افضل ہونے کا دعویٰ :- "حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں - کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے - اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے - جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔" (حقیقۃ الوحی)

مرزائے قادیان پیغمبر آخرالزمان

اب - کلمہ گویان حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ ذرا جی کڑا کر کے یہ بھی سن لیں - کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک معمولی نبی و پیغمبر ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا - بلکہ خود کو اس زمانہ کا "آخری رسول" قرار دیا ہے - اور اپنی "ختم المرسلینی" کا اعلان کیا ہے - ملاحظہ کیجئے :-

(۱) ---- "ہلاک ہو گئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول (مرزا صاحب) کو قبول نہ کیا - مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا - میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں - اور اس کے

سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ۔ جو مجھے چھوڑتا ہے۔
کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے" (کشتی نوح مصنفہ مرزا صاحب قادیانی)

(۲) مرزا صاحب کے اسی اعلان کے بموجب ان کے "خلیفۂ اول" مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ میں اس عقیدہ کا اظہار کیا گیا کہ ـــ "آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک نبی کا ہونا لازم ہے"
(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان بابت اگست ۱۹۱۷ء جلد ۱۲ نمبر ۸ صفحہ ۱۱)

(۳) اسی لئے مرزا صاحب کے بیٹے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب نے بھی اپنے باپ کی "ختم نبوت" کا ان الفاظ میں اعلان کیا ـــ "امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ ہر ایک کا کام نہیں کہ اتنی ترقی کر سکے" (کلمۃ الفصل)

(۴) ۔ کسی نے خلیفۂ قادیان مرزا محمود احمد صاحب سے سوال کیا :۔
"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی جب نبی آنے کا امکان ہے تو آپ کو آخری زمانہ کا نبی کہنے کا کیا مطلب ہے؟ (اخبار "الفضل" قادیان ۔ ۳۰ مئی ۱۹۳۱ء)

جناب خلیفۂ قادیان نے اس کے جواب میں فرمایا :ـــ
"آخری زمانہ کا نبی اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے توسط کے بغیر کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ جو یہ کہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست تعلق پیدا کر کے نبی بن سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میری اتباع کے بغیر کسی کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس آئندہ خواہ کوئی نبی ہو۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا ضروری ہے"ـــ
(اخبار "الفضل" قادیان ۳۰ مئی ۱۹۳۱ء)

پہلے تو یہ دعویٰ تھا کہ محمد رسول اللہ کی اطاعت و متابعت کے بغیر ان کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ اور مرزا صاحب بھی محمد رسول اللہ کی غلامی سے ہی نبی و رسول بنے ہیں۔ لیکن اب مرزا صاحب کے دعوے نے ایک اور پلٹا کھایا۔ کہ مرزائے قادیان کی فرمانبرداری کے بعد آئندہ کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ متعدد قادیانی احمدیوں نے نبوت کے دعوے کئے ہیں۔ یعنی پہلے مرزا صاحب کی اطاعت قبول کی۔ پھر رسول بن گئے۔ مثلاً احمد نور کابلی آف قادیان ثم ربوہ۔ چوہدری نبی بخش آف مہاراجکے ضلع سیالکوٹ وغیرہ

۵۲۔ قادیانی حضرات کا صرف یہی عقیدہ نہیں۔ کہ مرزا صاحب کی اطاعت اور غلامی سے اور نبی بھی پیدا ہوں گے

۵۳۔ مرزا صاحب نے ایک مقام پر صاف الفاظ میں کہدیا ہے کہ :۔ "میں وہی خاتم الانبیاء ہوں، جو بروز ثانی کی شکل میں جلوہ گر ہوا"۔ (ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا صاحب قادیانی)

محمد رسول اللہ سے افضل و عاقل ہونیکا دعویٰ

قصہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا - کہ مرزائے قادیانی صاحب مجدد اور محدث ہیں - نبی اور رسول ہیں ... اور مہدی ہیں - مثیلِ مرسلین اور آقائے کل انبیاء ہیں - اور خاتم الخلفاء اور خاتم النبیین ہیں ... آئندہ جنم لینے والے پیغمبروں کے مطاع و مخدوم ہیں - بلکہ ... ان کا دعویٰ یہ بھی ہے - کہ وہ ... شہنشاہ دو جہان سلطان کون و مکان خواجۂ دو سرا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مرتبہ و منصب ... فضل و اعلیٰ اور عقل و خرد میں حضورؐ سے زیادہ زیرک و دانا - فہیم و علیم ہیں - جو سر نہاں اور راز ... سرکار مدینہ پر نہ کھل سکے وہ اُن پر منکشف ہوئے - محمد رسول اللہ "ہلال" کے مانند تھے - مرزا ... "بدر" کے مشابہ ہیں - محمد مصطفےٰ پہلی کا چاند تھے - مرزائے قادیان چودھویں کا چاند ہیں - حضورؐ

(...شتہ صفحہ سے آگے) - اور آئندہ جو رسول بھی آئے گا - مرزا صاحب کی متابعت اور فرمانبرداری اختیار کرکے ... - بلکہ ... ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ تک جسقدر انبیاء مبعوث ہوئے ... ان سب کا مرزا صاحب پر ایمان ... اور ان کی غلامی میں رہنا لازم ہے - چنانچہ ان کے اس عقیدہ کی تصدیق ... جہ ذیل تحریر سے ہوتی ہے :-

"واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین الخ پ۳ - جب اللہ تعالےٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا - ... نبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں - کوئی بھی مستثنیٰ نہیں - آنحضرتؐ بھی اس النبیین ... میں داخل ہیں) کہ جب کبھی تم کو کتاب اور حکمت دوں - (یعنی کتاب سے مراد توریت و قرآن کریم ... اور حکمت سے مراد سنت و منہاج نبوت و حدیث شریف ہے) - پھر تمہارے پاس ایک رسول ... مصدق ہوں تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب و حکمت سے ہیں - (یعنی وہ رسول مسیح ... ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے) اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہے - اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا - جب تمام ... علیہم السلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا - تو ہم کون ہیں ... مانیں - (اخبار "الفضل" قادیان ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)

نوٹ :- مذکورہ عبارت میں جو فقرات خطوطِ وحدانی (بریکیٹ) میں ہیں وہ راقم کی طرف سے ... - بلکہ اسی قادیانی تحریر سے متعلق ہیں - (محمود گیلانی)

...صاحب لکھتے ہیں :- خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا اور بعید اس میں یہ ... نے ابتدا میں ارادہ فرمایا تھا - کہ اس آدم کو پیدا کریگا - کہ آخری زمانہ میں خاتم خلفاء ہوگا (خطبہ الہامیہ از مرزائے قادیان)

کے علوم و معارف کی روشنی پھیکی تھی - مرزا کے علوم و معارف کی روشنی تیز و تاباں ہے - چنانچہ ہمارے اس بیان پر مندرجہ ذیل قادیانی تحریرات شاہد ہیں :-

(۱) دین متین میں فتح مبین کا غلبہ محمدؐ رسول اللہ کو نہیں - بلکہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا - فرماتے ہیں :
"ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر گیا - اور دوسری فتح باقی رہی - کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو - اور اسی کی طرف خدا تعالےٰ کے اس قول میں اشارہ ہے سبحان الذی اسری بعبدہٖ - (خطبہ الہامیہ مصنفہ مرزا صاحب قادیانی)

(۲) دینِ محمدؐ کے "ہلال" اور دین مرزا کے "بدر" کا موازنہ بھی ملاحظہ فرمائیے :-
"اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا - اور مقدر تھا - کہ انجام کار زمانہ میں بدر ہو جائے ــــ پس خدائے تعالیٰ کی حکمت نے چاہا، کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے - جو شمار کی رُو سے بدر کی طرح مشابہ ہو - یعنی چودھویں صدی - پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا کے اس قول میں - کہ - لقد نصرکم اللہ ببدر" (خطبۂ الہامیہ از مرزائے قادیان)

چودھویں کے چاند یعنی بدر کی دوسری جگہ یوں وضاحت کی گئی ہے :-
"اب دیکھو کہ صحابہ کو بدر میں نصرت دی گئی - اور فرمایا گیا - کہ یہ نصرت ایسے وقت میں دی گئی - جبکہ تم تھوڑے تھے - (اور) بدر میں کفر کا خاتمہ ہو گیا - بدر پر ایسے عظیم الشان نشان کے اظہار میں آئندہ کی بھی ایک خبر رکھی گئی تھی - اور وہ یہ کہ بدر چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی ایما ہے اور یہ کہ چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لئے عورتیں تک کہتی تھیں - کہ - چودھویں صدی خیر و برکت کی آئے گی - خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ کی منشاء کے موافق اسم احمد کا بُروز ہوا - اور وہ میں ہوں - جس کی طرف اِس واقعہ بدر میں پیش گوئی تھی - جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا" (ملفوظات احمدیہ جلد اول مطبوعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

(۳) اب ذرا دیکھئے - کہ جناب مرزا صاحب مراق - نسیان - ضعف حافظہ و دماغ ہسٹیریا اور دوران کو چھپانے کے لئے کس طرح سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ الثناء سے زیادہ عقلمند اور زیرک بنتے ہیں - اور کس جسارت - بیخوفی اور بیباکی سے :-
"اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجّال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی - اور نہ دجال کے ستر باع کے

...گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو۔ اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی۔ (کتاب "ازالۂ اوہام" مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

...صاحب کے اپنی بے خوف و بے باک اور خلافِ ادب دعاوی کا سہارا لیکر ان کے مریدوں۔ یعنی ...ں نے ان کو اور بھی بڑھا چڑھا دیا۔ اور اپنے پیغمبر قادیانی کو ہر لحاظ سے جناب رسول خدا محمد مصطفیٰ ...افضل و عاقل۔ اعلیٰ و بالا ظاہر کرنے کے لئے طرح طرح کی عبارت آرائیاں کیں۔ چنانچہ مرزا صاحب ...ک مرید خاص مسمی ڈاکٹر شاہ نواز خاں قادیانی نے تو یہاں تک کہہ دیا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا"
(رسالہ "ریویو آف ریلیجز" قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

...صاحب موصوف نے اتنا لکھنے کے بعد آگے چل کر اپنے اسی مضمون میں اس کی وضاحت بھی کر دی ...ت ہی بے خوف ہو کر تحریر کیا کہ:-

"اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے۔ اور یہ جزوی فضیلت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔ نبی کریم صلعم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ (بعثت ثانی) ان کا پورا ظہور ہوا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کو موقع ملا اور ذہنی طاقتوں کی نشو و نما ہو گئی۔ چنانچہ آج کل باریک اقسام گناہوں کی نکل آئی ہیں اور کئی باریک نیکیاں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ مقابلہ سخت ہے۔ لوگ اعلیٰ تربیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن کا جواب بغیر ذہنی ترقی کے مشکل تھا۔ تلوار کے جہاد کے بجائے قلمی جہاد کا وقت ہے" (ریویو آف ریلیجز قادیان۔ ماہ مئی ۱۹۲۹ء مضمون ڈاکٹر شاہ نواز صاحب)

...تعجب ہے کہ انقلاب ۱۹۴۷ء میں جب مشرقی پنجاب کے سکھوں اور ہندوؤں نے قادیان پر دھاوا بول دیا اور ان کی ...ں قادیانوں کو قتل کرنے کے لئے نکل پڑیں۔ تو اسوقت احمدی اکابر کا "قلمی جہاد" کہاں چلا گیا تھا؟ اور انھوں ...پنے پیغمبر کے احکام کے خلاف کیوں اسلحہ استعمال کیا۔ کیوں تیغ و سناں سے کام لیا۔ کیوں بندوقیں اور بم چلائے ...رزا صاحب تو صاف کہہ چکے ہیں کہ "میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں"۔ "مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد موقوف کر دیا گیا"۔ (اربعین ص ۲) "اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال۔ دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ و جدال ...ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد۔ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد۔ (درثمین اردو) کیا قادیانی دوست ...ں اور ہندوؤں سے جہاد کر کے خدا کے دشمن اور اپنے نبی کے منکر ہو گئے؟ فافہم و تدبر (گیلانی)

احمدیوں کا اسلام سے تعلّق

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے محوّلہ بالا جسارتوں اور بے خوف وخلاف ادب دعوؤں
تعلّیوں ہی کا یہ انجام تھا ۔ کہ جمہور علمائے اسلام ان کے مخالف ہونے پر مجبور ہوئے اور ہر مکتب فکر کے مسل
نے ان کے خلاف کفر کے فتوے صادر کئے اور ان کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے چھوڑا ـــ پ
اگر احمدی قادیانی حضرات کو کسی پولیٹیکل پالیسی کے تحت "سیاسی مسلمان" بھی سمجھ لیا جائے ، تب بھی
بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جب مرزا صاحب قادیانی مجددیت اور محدثیت
سے بتدریج ترقی کرتے کرتے نبی اور رسول بن گئے ۔ پیغمبر آخر الزماں اور خاتم النبیین بن گئے ۔ مجم
کل انبیاء بن گئے ۔ پیشوائے کل مرسلین بن گئے ۔ پیغمبر آخر الزماں سے افضل و اعلیٰ بن گئے ۔ حضور خواجہ کو
سے زیرک و عاقل بن گئے اور پھر آخر کار خدا اور خدا کے باپ اور خدا کے بیٹے ۔ اور خالق ارض و سماء بن
تو از برائے خدا سوچئے ۔ اس قسم کے دعووں کی موجودگی میں مرزا صاحب قادیانی کا اور ان کی جماعت
احمدیہ کا یعنی ان کے مریدوں کا اسلام سے کیا تعلق رہتا ہے؟ ـــ ہر عاقل و بالغ مسلمان کلمہ گو
محمد رسول اللہ یقیناً اس کا جواب جو دیگا وہ ظاہر ہے ۔

رسالہ "ایلیا" کی مخالفت

پس ـــ جب یہ حالات ہیں ۔ کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے ماننے والے ثقہ علمائے اسلام
فتووں کے مطابق دین خدا اور دین محمدؐ سے دور ، اور بہت دُور ہٹ چکے ہیں ، تو پھر کیا حق حاصل
کہ وہ مسلمانوں کے داخلی معاملات میں حصّہ لیں ۔ ان کے آپس کے مسائل و امور میں الجھنے کی کوشش
اور ان کے متنازعہ مسائل کو ایک دوسرے کے سامنے پیش کر کے اختلافات کو ہوا دیں ۔ اور مداخلت فی
کے جرم کا ارتکاب کر کے قابلِ مواخذہ بنیں ۔

راقم الحروف کے رسالہ "ایلیا" ـــ ادیانِ عالم کا مرکز نجات" پر قادیانی ماہنامہ "الفرقان"
بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء اور ماہ جنوری ۱۹۶۳ء میں جو زہر اگلا گیا ہے اور تنقید کی گئی ہے ۔ ہم اسے مدا
فی الدین تصوّر کرتے ہیں ۔ اور یہ ایک ایسا ہی فعل ہے جیسے کوئی غیر مسلم مثلاً یہودی ۔ عیسائی ۔ مجوسی
سکھ ۔ صابی ۔ بابی وغیرہ کسی اسلامی تصنیف کے خلاف تنقید لکھنا شروع کر دے ۔ تو کیا اُسے جائز ا
درست سمجھا جائے گا؟ ۔ نہیں اور ہر گز نہیں ۔ احمدی ۔ قادیانی دوستوں نے اہل اسلام کے باہمی امو
مسائل میں الجھنے اور دخل در معقولات یا مداخلت فی الدین کا جو "حق" سمجھ رکھا ہے ، وہ اس لئے د
محض اس لئے کہ حضور اہلبیتؑ کرام اور اکابر اسلام کی قدح و تنقیص سے قادیانی پیغمبر مرزا غلام احمد صاحب

(باقی ص ـــ)

(از مدیر معارف اسلام)

مسلکِ دیوبند اور "علم غیب"

(کیا حضور سیدالمرسلین اور صحابہ کرام مولوی احمد علی کا درس سننے آیا کرتے تھے؟)

مسلک دیوبند اور اہلحدیث میں بہت سی باتیں مساوی ہیں۔ حقیقت میں یہ ملتے جلتے مسالک ہیں۔ ایک دوسرے کی ترقی یافتہ شکلیں ہیں اور ایک کو دوسرے سے ہمدردی ہے۔ دراصل دیوبندی مسلک حضرات "اہلسنت" کو چھوڑ کر اہلحدیث کے بہت نزدیک سے آیا ہے۔ اہلحدیث کو دیوبندیوں سے یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔ پندرہ روزہ اہلحدیث "سوہدرہ گوجرانوالہ) کی اشاعت یکم اکتوبر ۱۹۶۲ء میں ایک شخص مسمی حبیب احمد موضع گکھڑ گجرات نے سوال کیا۔ "دیوبندی مسلک کس نے ایجاد کیا" ایسے مذہب والے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ امام رفع یدین نہ کرے تو کیا مقتدی کر سکتا ہے؟" اس کا جواب اہلحدیث نے یوں دیا:-

"دیوبندی دراصل سیدنا امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ یہ کوئی نیا اور الگ مسلک نہیں ہے۔ دیوبند شہر (انڈیا) میں ایک دینی درس دیتا ہے۔ جو طلبا وہاں سے فارغ ہوتے ہیں وہ فاضل دیوبند کہلاتے ہیں۔ جو لوگ دیوبند کے علمائے کرام سے تعلق رکھتے ہیں وہ دیوبندی کہلاتے ہیں۔ یہ فرقہ خود کو حنفی سنی کہتا ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہئے۔ رفع یدین بھی کرنی چاہئے۔ اور آمین بھی اونچی آواز سے کہہ لینی چاہئے۔ (پندرہ روزہ اہلحدیث ص۱۱)

ہمیں مندرجہ بالا عبارت سے صرف دیوبندی اور اہلحدیث کی قربت دکھانا مقصود ہے۔ معمولی فرق ہے۔ ایک کو دوسرے سے رغبت اور ہمدردی ہے۔ مسئلہ "علم غیب رسولؐ" میں بھی دونوں ہم زبان ہیں۔ یعنی (نعوذ باللہ) حضورؐ کو کسی غیب چیز کا علم حاصل نہ تھا۔ درانحالیکہ قرآن حکیم قبل از تخلیق سے بعد از قیامت تک کے واقعات غیب سے بھرا ہوا ہے۔ جس پر ایمان لانا بروئے قرآن ہر مومن کا فرض ہے۔ یہاں پر "علم غیب" کے جواز کی بحث کرنا منظور نہیں ہے۔ صرف مسلک دیوبند کے ایک عالم جو اہلحدیث کے بھی محترم ہیں۔ ان کا علم غیب انہیں کے علماء کی زبان سے دکھانا منظور ہے جو حال ہی میں اخبارات میں چھپا ہے۔ مولوی احمد علی صاحب مرحوم صدر انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور جن کا انتقال گذشتہ سال ہوا تھا۔ ان کے علماء نے ان کو "قطب زماں" اور نہ معلوم کیا کیا عجیب و غریب خطابات سے نوازا ہے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی برسی بھی منائی گئی۔ یادگاریں قائم کی گئیں۔ اخبارات نے ان کے لئے مخصوص نمبر نکالے۔

۞ گویا کہ اہلحدیث ان کو الگ نہیں بلکہ اپنا اور برینہ مسلک تسلیم کرتے ہیں (معارف اسلام)

اور آپ کی تصویریں، مختلف مواقع کے فوٹو اخبارات میں شائع کئے گئے۔ اگرچہ علمائے اہلحدیث فوٹو کو حرام
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے؛ مگر کچھ عرصہ سے فوٹو کھچوانا شروع کر دیا ہے جو اپنی پبلسٹی کے لئے
شوق سے جلسوں وغیرہ میں فوٹو کھنچوانے پر اعتراض نہیں کرتے۔ مولوی داؤد غزنوی صاحب۔ مودودی
مولوی احمد علی صاحب وغیرہ کے فوٹو اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی تمام مخالفت کرتے ہیں۔ اب ا
جائز سمجھنے لگ گئے ہیں۔ شکر ہے کہ تنگ نظری ان سے دور ہوئی۔

بہرحال یہ تو بیچ میں جملہ معترضہ آگیا تھا۔ اصل مقصد وہ گرانقدر مضمون ہے جو مولوی احمد علی صاحب
ایک خاص الخاص دوست جناب "مولانا غلام غوث ہزاروی ایم پی۔ اے ناظم جمعیتہ العلماء اسلام مغربی پاکستان
اخبار روزنامہ امروز ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون سے بہت سے عقدے حل ہوتے
آپ بھی پڑھئے اور افادیت حاصل کیجئے۔ مضمون طویل ہے۔ اس لئے غیرضروری حصے نقل نہیں کئے گئے
"...... عام انسانوں کی آنکھیں ظاہری الوان و اجسام کو دیکھ سکتی ہیں۔ مگر باطن تک ان کی
نہیں ہوتی۔ ...... لیکن انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ یہ قدرت جب چاہے دے دیتا ہے۔ چنانچہ احاد
میں وارد ہے کہ ایک آدمی جہاد میں بڑے شوق اور بہادری سے لڑ رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
کی تعریف حضور کے سامنے کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہے؎۵۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب کی
اس شخص کو دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ زخمی ہوا تو اس نے خودکشی کر لی۔ اس پر صحابہ نے حضور
خدمت میں حاضر ہو کر فرمایا۔ یا رسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں؎۶۔ اس شخص نے خودکشی کر لی ہے
حرام ہے اس لئے اس کا خاتمہ خراب ہو گیا)۔ ایسی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ اندرونی کفر و ایمان کی کیفیت
معلوم ہونا یا معلوم کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے؎۷۔ اللہ تعالیٰ ہی اگر کسی پر فضل فرما کر اسے بصیرت عطا فرمائے تو
قطب زمانی حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ مودودی صاحب میں
نہیں ہے۔ مگر یہ اللہ والے نہ ایسی باتوں کا چرچا کرنا پسند کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ایسے مکاشفات پر شرعی
مرتب کئے؎۸ جا سکتے ہیں۔ ایک بار حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک شخص مر گیا۔ میں نے کشفی حالا
دیکھا کہ وہ ایمان سے خالی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے بھائی کو بلا کر اپنا فرض پورا کیا اور اسے بتا دیا
بھائی کا یہ حشر ہوا ہے۔ لہٰذا تم ہی کم از کم مودودیت سے توبہ کر لو؎۹۔

؎۵ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک عہد رسول میں جہاد میں شریک ہونے والوں میں بھی دوزخی ہو سکتے تھے۔
؎۶ گویا کہ ان کو ثبوت مل گیا کہ "رسول اللہ" اللہ کے سچے رسول ہیں۔ کیا پہلے وہ یہ تسلیم نہ کرتے تھے۔ بہرحال ان کے نز
کی حیثیت و مقام ایمان صحابہ ملاحظہ ہو۔ ؎۷ نیت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔ جب حضور نے اس کی دلی کیفیتوں کا حال
تو اس سے بڑھ کر علم غیب اور کیا ہو سکتا ہے کیا ان کے نزدیک یہ شرک نہیں ؟ ؎۸ گویا کہ شرع اسلامیہ کو یہ غیر حقیقی
غیر اصلیت سمجھتے ہیں۔ ؎۹ ۔ دراصل یہ سارا پروپیگنڈہ جماعت اسلامی کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں اس سے غر

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر راوی ہیں کہ وہ آگرہ سے جماعت اسلامی میں شمولیت کی غرض سے
ریف لائے۔ وہ اسلام آباد، پٹھان کوٹ جانا چاہتے تھے۔ راستہ میں لاہور وہ اپنے استاد مکرم حضرت شیخ التفسیر
یدت میں حاضر ہوئے اور سوال کیا کہ حضرت آپ کا جماعت اسلامی کے متعلق کیا خیال ہے۔ حضرت نے فرمایا
ی لوگ تو مودودی صاحب کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر میں جب اس کی طرف روحانی توجہ کرتا ہوں تو وہ مجھے مسخ
ر آتا ہے۔ اس پر انھوں نے مودودی صاحب سے ملنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور مودودی صاحب کی کتابیں لیکر
العہ کیا تو وہ صاف گمراہ نظر آئے۔ ....

(اس کے بعد مضمون میں مودودی صاحب کے علمی مسائل کے متعلق اس کی نفی میں عبارت ہے) ...... بعد
تمام علمائے کرام کو مودودی کی کتابیں دیکھنے سے اس کی گمراہی کا پورا پورا پتہ لگ گیا ...... اس ضمن میں
اور واقعہ بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے عالم دین جو تمام ممالک اسلامیہ کی مسلمہ
ستی ہیں اور بیک وقت اس زمانہ کے جو اقطاب زماں کے خلیفہ مجاز ہیں۔ لاہور میں آئے ہوئے تھے وہ حضرت
لانا احمد علی سے ملنے کے لئے مسجد شیرانوالہ میں تشریف لائے تو آپ انھیں حجرے میں لے گئے۔ آپ نے اندر جا کر
سے کہا۔ اہل اللہ کے طریق سے ذرا میرے سامنے توجہ کر کے مودودی صاحب کی ایمانی کیفیت کا اندازہ کرو
انچہ جب انھوں نے حضرت قطب زماں مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق مودودی صاحب
ے قلب کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا اور ایمانی حالت کا اندازہ کیا تو ان کو اس امر کا مشاہدہ ہوگیا کہ مودودی صاحب
رے سے ہی ایمان سے خالی ہیں ...... اسی طرح ایک اور شخص کو بھی حضرت نے مودودی صاحب کی حالت کا
ندازہ کرایا تھا ......" (نقل بقدر ضرورت از روزنامہ امروز لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء صفحہ ۵)

ہمیں یہاں مودودی صاحب کے ایمان سے متعلق بحث کرنا مقصود نہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آغاز مضمون
یں خود حضرت سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مثال دی گئی ہے کہ انھوں نے بھی ایک شخص کی اندرونی
یفیت معلوم کی تھی اور بعد ازاں مولوی احمد علی صاحب نے بھی اندرونی کیفیت معلوم کی۔ گویا کہ مولوی صاحب مرحوم
(نعوذ باللہ) مقام رسول پر لا کھڑا کیا ہے۔ آخر عقیدت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ایک تو امر علم میں مولوی صاحب
مرحوم کو (نعوذ باللہ) علم رسول کے مساوی کر دیا۔ اور دوسرے ملک کی ایک خاص جماعت کے مذہبی سربراہ کی
مخالفت میں "علم غیب" کے اپنے پرانے عقیدے کو بھی بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ بہرحال یہ دیوبندی و اہلحدیث
مسالک کے لئے قابل غور ہے۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

ان حضرات کو کسی کی تعظیم و تکریم کرنے میں تو بات بات میں شرک دکھائی دیتا ہے۔ مگر خود اپنے ایک
عالم کو ناجائز طور سے اس قدر بڑھا دیتے ہیں کہ اس میں ان کو شرک نظر آتا ہے نہ (نعوذ باللہ) ہتک بے ادبی
رسول ان کو دکھائی دیتی ہے۔ خاتم المرسلین کو تو علم غیب تک سے خالی سمجھتے ہیں اور مولوی احمد علی صاحب کا
علم اس درجہ سمجھتے ہیں کہ ان کے درس سننے کے لئے خود پیغمبرؐ و صحابہؓ کی آمد کا کھلے بندوں اظہار کرتے ہیں۔

چنانچہ اس ضمن میں ہم ان کے ہفت روزہ "پیام اسلام" لاہور ۲۸ اپریل ۱۹۶۲ء، روزنامہ حالات لاہور مولوی احمد علی کی برسی کے نمبر میں ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین کا مضمون، ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۸ فروری ۱۹۶۳ء، اور ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور سے ان کو خوف خدا کے لئے اور ناظرین کو عبرت کے لئے ایڈیٹر خدام الدین لاہور کا مضمون نقل کرتے ہیں:-

"آج سے کوئی تیس برس پہلے کا واقعہ ہے، قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی علیہ الرحمۃ درس قرآن سے فراغت کے بعد گھر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں سیڑھیوں کے قریب ایک شخص جو جاذبیت کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ تھا، سامنے آ کھڑا ہوا۔ "السلام علیکم! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں"۔ "کہئے کیا کہنا ہے" حضرت شیخ التفسیر نے فرمایا:- "میں جب کبھی لاہور آتا ہوں، شہر کی مختلف مساجد میں جاتا ہوں۔ لیکن مجھے ہر طرف ظلمت ہی ظلمت نظر آتی ہے۔ صرف آپ کی مسجد میں نور الٰہی کی موسلا دھار بارش ہوتی دکھائی دیتی ہے" نوجوان نے کہا۔ "یہ محض اللہ جل شانہٗ کا فضل اور تعلیم قرآن کا فیضان ہے"۔ حضرت شیخ صاحب کا تاثر تھا۔ "اس سے بھی تعجب انگیز بات مشاہدہ میں ایک اور ہے"۔ اس پاکیزہ صورت نوجوان نے سراپا سوال بن کر عرض کیا۔ "وہ کیا"؟ حضرت شیخ کا استفسار تھا "جب آپ درس قرآن میں مشغول ہوتے ہیں، میں دیکھتا ہوں کہ ایک بلند و بالا مقام پر مسند بچھی ہے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جلوہ فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جمعیت ساتھ ہے۔ آپ حضرت شیخ التفسیر درس کا جملہ ختم کر کے سکون فرماتے ہیں۔ تو زبان نبوت میں حرکت آجاتی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "صدقت، صدقت، صدقت"۔ آپ نے سچ کہا۔ آپ نے سچ کہا۔ آپ نے سچ کہا۔ گویا آپ کے ہر جملہ درس قرآن پر تین مرتبہ نبوت کی مہر تصدیق ثبت ہوئی۔ اس نوجوان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت اقدس اسے ایک طرف لے گئے اور پھر نہ جانے راز و نیاز کی کیا کیا باتیں ہوئیں۔

درمیان عاشق و معشوق رمزیست	کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

میں نے یہ واقعہ برادر عزیز محترم مولانا محمد صابر خادم خاص حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سُنا تھا۔ اور خواجہ نذیر احمد صاحب سے بھی یہ روایت میرے کانوں تک پہنچی۔ خواجہ صاحب علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایما پر حضرت شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز سے بیعت ہوئے تھے انھوں نے اپنی زندگی کے بیشتر لیل و نہار فرانس، انگلینڈ وغیرہ ممالک میں گذارے ہیں اور اب حضرت شیخ التفسیر کی صحبت کا فیضان ہے کہ وہ مرد مومن نظر آتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مغربیت کی پرچھائیں کبھی ان پر نہیں پڑی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔"

بہرحال ہر دو بزرگوں سے یہ روایت سننے کے بعد اس ٹوہ میں تھا کہ خلوت میسر آئے اور حضرت الشیخ التفسیر قدس سرہ العزیز سے اس واقعہ کی تصدیق کراؤں ــــ چنانچہ ایک دن یہ موقع ہاتھ آگیا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اکیلے اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ حجرہ انوار جلال سے معمور یوں دکھلائی دیتا تھا۔ جیسے اللہ کا دین سمٹ کر اس میں بند ہوگیا ہے۔ در و دیوار سے عظمت و جلال کے آثار ہویدا تھے۔ اور حضرت کا چہرہ آفتاب جہاں تاب کی مانند چمک رہا تھا ــــ میں نے ڈرتے ڈرتے نہایت ادب سے حضرت کی خدمت میں عرض کیا ــــ "حضرت! میں نے یہ واقعہ اس طرح سنا ہے" ابھی بات میرے منھ میں ہی تھی کہ فوراً سوال کیا۔ "آپ کو کس نے بتایا؟" "حضرت! جماعت کے موقر احباب سے یہ واقعہ سننے میں آیا ہے" میں نے سراپا نیاز ہو کر جواب دیا ــــ "ڈاکٹر صاحب واقعہ تو ٹھیک ہے لیکن لوگوں کے غلط نتائج اخذ کرنے کا خوف دامنگیر ہے۔ اس کی تشہیر مناسب نہیں ــــ پھر خود ہی فرمایا۔ "دیکھئے آج لوگوں کو نور بصیرت میسر نہیں۔ اور علم سے عاری ہونے کے باعث اس قسم کے واقعات سننے کے بعد لوگ جھٹ حضور نبی کریم کے حاضر و ناظر ہونے کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حاضر و ناظر صرف خداوند قدوس کی ذات گرامی ہے" ــــ "حضرت! وہ شخص سب کچھ دیکھتا کیسے تھا؟" میں نے بڑے ہی ادب و احترام سے ڈرتے ڈرتے سوال کیا ــــ حضرت الشیخ نے بڑے ہی مشفقانہ انداز میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ــــ "وہ ابدالیت پر فائز ہونیوالا تھا لیکن اس وقت تک اپنے مقام سے ناآشنا تھا۔ ابدالوں کو یہ کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ اکثر اوقات اس قسم کے مشاہدات سے دوچار ہوتے رہتے ہیں" یہ سنکر میں نے دل ہی دل میں یہ نظریہ قائم کیا اور کہا: ــــ "کیا کہنا ہے اس شخص کے مقام روحانی کا کہ جس کے آستانہ عظمت پر وقت کے ابدال بھی حاضری دینا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہوں اور اس کے ہر جملہ درس قرآن کی صداقت پر نبوت کی مہر تصدیق ثبت ہوتی ہو" (ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور بحوالہ ہفت روزہ شہاب لاہور۔ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

ناظرین محترم! ملاحظہ فرمایا آپ نے، یہ اہل توحید کہلانے والے اور حدیث رسول کے عاشق زار آجکل کیا کیا کچھ بن رہے ہیں۔ بس خدا بننا باقی رہ گیا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ ہمارے مدیر معاون جناب معلی القاب حکیم سید محمود گیلانی صاحب سابق ایڈیٹر اہلحدیث نے اپنی ایک ریسرچ بنام ایلیا۔ ادیان عالم کا مرکز نجات پیش کی تھی۔ اور ثابت کیا کہ محمد و آل محمد (علیہم السلام) اپنے نور جلال سے انبیاء و صالحین ماسلف کو جلوے دکھاتے رہے ہیں اور قیامت تک مخصوص صالحین کو دکھاتے رہیں گے۔ اور اس کے متعلق انھوں نے ثبوت بھی دئے اور حوالہ جات بھی پیش فرمائے ان کے باوجود مخالف طبیعتوں کی پیشانیوں پر شکن پڑ گئے۔ آج ان کے مولویوں کے درس میں حضرت خضر مرتبت جلوہ دکھاتے

بقول آپ کے حضور جب آپ کے درس میں آئے تو حاضر و ناظر ہوئے تو اور کیا ہوئے!

بقیہ:۔ اخبار اہلحدیث کی بوکھلاہٹ (صفحہ ۱۸ سے آگے)

نے اسے کوئی پوچھتا تک نہیں۔ دراصل اس کے پاس اسلام کی شان بلند کرنے والا کوئی مضمون نہیں رہا۔ اور اس کا مق
یہ ہے کہ خاندان نبوت کی شان اقدس میں گستاخیاں کرکے محبان محمدؐ وآل محمدؐ میں ایسا جوش پھیلایا جائے کہ وہ مقابلہ میں آکر
ثلاثہ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگیں تاکہ پھر محبان صحابہ اور ان میں تلخی و دشمنی پیدا ہو اور یہ خود ایسی آگ لگا کر علیحدہ ہو ج
اسے خدا اور رسول کا خوف نہیں۔ مگر ہمیں اس کے اوچھے ہتھیاروں سے جوش میں نہ آنا چاہیے۔ بلکہ حق اور سچ کو
کرنا چاہیے کہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو۔ اصحاب رسولؐ تو خود محمدؐ وآل محمدؐ کو اپنا دینی پیشوا سمجھتے
مولوی محمود کس شمار میں ہیں اور انکی کوشش کیا حقیقت رکھتی ہے۔ ہم اس کی بدزبانیوں کا جواب دے کر
زبان اور قلم کو ناپاک نہیں کرنا چاہتے۔

بقیہ:۔ "کیا وجود محمدؐ وآل محمدؐ ابتدا میں موجود تھا" (صفحہ ۲۹ سے آگے)

یہی کچھ پیشتر ہوتا رہا ہے۔ جبکہ سلطنت اسلامیہ کا ہر حکمران اپنے آپ کو رعایا سے "دین اسلام کا رہنما"
یا لیجر کہلواتا تھا۔ آج جمہوریت کا دور ہے، جس کے پاس ذرائع، پروپیگنڈا اور کچھ علمی سوجھ بوجھ بھی ہے و
نیا فرقہ قائم کرکے خود مرکزی کردار بننا چاہتا ہے۔ حق خودارادیت کے مریض فوراً اس کی طرف رجوع کر لیتے
درانحالیکہ اسلام میں انسان کو خدا کی مرضی کے سامنے اپنی مرضی کو قربان کر دینا پڑتا ہے۔ بعد از رسولؐ متفق
بین المسلمین مقدس گروہ موجود ہے جسے اصحاب بھی اپنا سر تاج سمجھتے تھے اور اولیائے کرام بھی۔ اور خود
نے ہماری رہنمائی کے لئے فرمایا:۔ "انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی وما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی"
(متفق علیہ) میں اپنے بعد تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب اللہ اور میری عترت یا اہلبیت، جو ان سے
تمسک کریگا میرے بعد گمراہ نہ ہوگا۔ ..... پس ہمارے جملہ اعمال دین و دنیا محض عترت اہلبیت رسول اللہ ہی کے ط
پر ہونے چاہئیں۔

بقیہ:۔ "علی کے سوا کوئی ایلیا نہیں" (صفحہ ۴۰ سے آگے)

کی مدح تمجید کی جائے اور ان کو تمام مخلوق۔ تمام انبیاء، تمام محبوبان خدا سے افضل و اعلیٰ ظاہر کیا جائے ۔
یہی سبب ہے کہ احمدیوں نے رسالہ "ایلیا" کے خلاف قلم اٹھایا وہ سرکار محمدؐ وآل محمدؐ کی مدح و توصیف کو برداش
نہ کر سکے۔ آل رسولؐ کی تعریف و تمجید نے ان کے سینے چھلنی کر دئے اور انھوں نے اپنی عقربیت کا ثبوت دیتے
بلا وجہ نیش زنی شروع کر دی۔ اور پھر یہ ڈنک مارنے کا مقصد صرف ایک ہی ایک ہے کہ حضور محمدؐ وآل محمدؐ کے او
ومناقب کو پڑھ کر دنیائے اسلام کا ایمان و ایقان مضبوط نہ ہو پائے۔ اسے کمزور کرکے خود ساختہ پیغمبر اور مسیح با
فضیلت و برتری کا ڈھول بجایا جائے۔ بہرحال احمدیوں کی اس مداخلت فی الدین کا جواب پیش کرنا اور محمدؐ وآل محمدؐ
عزت و حرمت کو دشمنوں سے بچانا ہمارا فرض عین ہے (باقی دارد)

(عیسائیات) (آخری قسط)

المسیح عبدُ اللّٰہ : بجواب المسیح ابن اللّٰہ

از محقق توریت ۔ مفسر زبور ۔ عالم اناجیل ۔ مناظر عیسائیات ۔ مبلغ اسلام ۔ ممتاز الاطباء
حکیم مولانا سید سرفراز حسین صاحب فاضل لکھنؤ ولاہور ۔ نائب ناظم انجمن اطبائے پاکستان
حال مقیم ★ کمالیہ

عالمگیر کلیسا کا عقیدہ | ہمہ گیر دین اسلام کا ترجمان

(سلسلہ کیلئے دیکھئے شمارہ مارچ سنہ ۔۔۔)

▲ اس نے فرمایا :۔
"میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا ۱۰ : ۳۰)
"جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا"
"میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے"
"باپ مجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہے"
"سب لوگ بیٹے کی عزت کریں ۔ جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں ۔ (یوحنا ۵ : ۲۳)

● ۔ اگرچہ ہمارے خداوند کا یہ کہنا تھا کہ "میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا ۱۰ : ۳۰) تاہم اس نے ہمیشہ اپنے اور باپ کے درمیان امتیاز محسوس کیا ۔ اس لئے وہ باپ سے دعا کرتا تھا اور کم از کم ایک مرتبہ اپنے اور باپ کے درمیان ارادہ کے امتیاز کا اقرار کرتا ہے تو بھی جیسا میں چاہتا ہوں ۔ بلکہ جیسا تو چاہتا ہے" (۲۶ : ۳۹) ایک اور جگہ اس نے اپنے اور روح القدس کے درمیان امتیاز قائم کیا ۔ جس کی نسبت اس نے کہا کہ "وہ دوسرا مددگار ہے (یوحنا ۱۴ : ۱۶) جسے وہ بھیجنے والا تھا پس یہ نظریہ اس صورت میں بھی انجیل کی تمام سچائیوں کو ثابت کرنے میں قاصر رہا ۔ اور کلیسا نے واجبی طور پر اسے رد کیا ۔ (مسیحی زندگی میں انجیل کا تجربہ صفحہ ۳۰)

▲ دنیا کے باپ اور بیٹے اپنے جسمانی اور رفانی رشتہ اور تعلقات کی وجہ سے آسمانی خدا باپ اور آسمانی خدا بیٹے کے لئے ہرگز ہرگز مثل نہیں ہو سکتے

● (۱) شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں بلکہ ہر ایک جب کامل ہوا تو اپنے استاد جیسا ہوگا ۔ (لوقا ۶ : ۴۰)
پس چاہئے کہ تم کامل ہو ۔ جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے

کیونکہ خدا باپ اور خدا بیٹا تمام جہانوں سے پیشتر
سے محبت اور وحدت ذات کے ازلی رشتہ میں
منسلک ہے۔ "خدا محبت ہے"۔ خدا نے دنیا سے
ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا
تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ
کی زندگی پائے۔ (یوحنا ۳ : ۱۶) خدا نے اپنے
اکلوتے بیٹے کے وسیلہ سے بنی نوع انسانی
کی نجات کے کام میں اپنی محبت کا کامل ثبوت
دیا ہے۔ خدا کے بیٹے نے ہماری خاطر محبت سے
کوڑے کھائے محبت سے زخمی ہوا محبت سے
مصلوب ہوا اور صلیب پر جان دیدی۔ صلیبی
موت اور قبر پر فتح اور غلبہ پاکر تیسرے دن مُردوں
میں سے جی اٹھا۔ اور خدا باپ کے دل کی محبت
اور فضل و کرم کی گہرائیوں کو ہم پر ظاہر و آشکارا
کر دیا کہ خدا محبت ہے اور تمام بنی نوع انسان
کا حقیقی باپ ہے اور خداوند یسوع مسیح خدا کا
اکلوتا بیٹا ہے۔ جو خدا کے برابر حمد و ستائش
اور عزت و تعظیم کے لائق ہے۔

(ب) شاگرد یہ سنکر بہت ہی حیران ہوئے اور کہنے
کہ پھر کون نجات پا سکتا ہے۔ یسوع نے ان کی طرف
دیکھ کر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدا
سب کچھ ہو سکتا ہے۔ (متی ۱۹ : ۲۵، ۲۶) پس و
جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے
سخت کر دیتا ہے (رومیوں ۹ : ۱۸) مبارک ہے وہ جس
خطا بخشی گئی اور جس کا گناہ ڈھانکا گیا (زبور ۳۲ :
(ج) مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مو
لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے
جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے (گلتیوں ۳ :
جب موسیٰ کی شریعت کا نہ ماننے والا دو یا تین شخص
کی گواہی سے بغیر رحم کئے مارا جاتا ہے تو خیال کرو کہ
شخص کس قدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہرے گا۔ جس نے
کے بیٹے کو پامال کیا۔ اور عہد کے خون کو جس سے و
ہوا تھا ناپاک جانا اور فضل کے روح کو بے عزت ک
(عبرانیوں ۱۰ : ۲۸ - ۲۹)
(د) اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہای
غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی
تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر ذرا آگے
بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے با
اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تو بھی نہ جیسا م
چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ (متی
۲۶ : ۳۸ - ۳۹)
(ھ) اس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برا
ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا (فلپیوں ۲ :
میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ نوکر اپنے مالک سے بڑا نہی
ہوتا۔ اور نہ بھیجا ہوا اپنے بھیجنے والے سے .....

۱۔ جبرائیل فرشتہ نے مسیح یسوع کے تجسم سے پیشتر ہی یہ بھید مریم مقدسہ پر روشن کر دیا کہ وہ مولود مقدس خدا کا بیٹا کہلائے گا (لوقا ۱: ۳۵)

۲۔ خدا کی آسمانی آواز اس کے حق میں تصدیق کرتی ہے۔ کہ۔ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں خوش ہوں۔ (مرقس ۱: ۱۱)

۳۔ جب خداوند یسوع مسیح کے شاگرد پطرس نے کہا کہ: "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے" تو خوش ہو کر اس کو مبارکباد دی۔ (متی ۱۶: ۱۶-۱۷)

۴۔ خداوند یسوع مسیح کی نگاہ میں قادر مطلق خدا باپ کے ساتھ ابنیت کا رشتہ مقدم تھا اور مسیح موعود ہونے کا تصور موخر تھا (نوٹ ملاحظہ ہو)

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو میرے بھیجے ہوئے کو قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے (یوحنا ۱۳: ۲۰) اس وقت یسوع نے کہا، اے باپ آسمان اور زمین کے خداوند! میں تیری حمد کرتا ہوں (متی ۱۱: ۲۵)

● کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے (لوقا ۱۹: ۱۰)۔ پھر اس سے کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابن آدم پر اترتے دیکھو گے (یوحنا ۱: ۵۱)۔ جب وہ باہر چلا گیا تو یسوع نے کہا کہ اب ابن آدم نے جلال پایا۔ اور خدا نے اس میں جلال پایا۔ (یوحنا ۱۳: ۳۱) اس نے جواب میں کہا کہ اچھے بیج کا بونے والا ابن آدم ہے (متی ۱۳: ۳۷) جب ابن آدم کے سبب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے ..... (لوقا ۶: ۲۲) لیکن اس لئے کہ تم جان لو کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔ (متی ۹: ۶)

(ب) اس لئے کہ جتنے خدا کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ تم کو غلامی کی روح نہیں ملی۔ جس سے پھر ڈر پیدا ہو۔ بلکہ لے پالک کی روح ملی جس سے ہم ابا یعنی اے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ روح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔ اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں یعنی خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث۔ بشرطیکہ ہم اس کے ساتھ دکھ اٹھائیں تاکہ اس کے ساتھ جلال بھی پائیں (رومیوں ۸: ۱۴-۱۷) دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلائے اور ہم ہیں بھی۔ دنیا ہمیں اس لئے نہیں جانتی کہ اس نے اسے

بھی نہیں جانا۔ عزیزو! ہم اس وقت خدا کے فرز
ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے
اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اس کے
مانند ہوں گے۔ کیونکہ اس کو ویسا ہی دیکھیں گے
وہ ہے۔ (ا۔ یوحنا ۳: ۱، ۲)

▲ یہودی علماء اگرچہ اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر تھے تو بھی مسیح خداوند نے ابن اللہ ہونے کے دعوی اور اعلان کا انکار نہ کیا بلکہ اسی دعوی اور اعلان میں خوشی سے اپنی جان صلیب پر قربان کر دی تاکہ گنہگاروں کا فدیہ اور کفارہ ہو اور ہر بشر اس کے وسیلہ سے خدا کی محبت اور نجات کی مفت بخشش سے فیضیاب اور لطف اندوز ہوں۔ (ا۔ یوحنا ۲:۲)

● (ا) یسوع حاکم کے سامنے کھڑا تھا، وہ حاکم
اس سے یہ پوچھا کہ کیا تو یہودیوں کا باد
ہے؟۔ یسوع نے اس سے کہا تو خود کہتا ہے
اور اس کا الزام لکھ کر اس کے سر سے اوپر لگا
کہ "یہ یہودیوں کا بادشاہ یسوع ہے"۔ .....
لے اوروں کو بچایا، اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔
اسرائیلی بادشاہ ہے۔ اب صلیب پر سے اُ
تو ہم اس پر ایمان لائیں۔ (متی ۲۷: ۱۱، ۳۷، ۴۲)

(ب) چنانچہ جس شخص کے لئے خدا بغیر اعمال کے
راستبازی محسوب کرتا ہے کہ داؤد بھی اس کی
حالی اس طرح بیان کرتا ہے کہ مبارک وہ ہیں جن
بدکاریاں معاف ہو جائیں اور جن کے گناہ ڈھ
گئے۔ (رومیوں ۴: ۶، ۷)

▲ ذات واجب کے ساتھ خداوند یسوع مسیح کی ازلی ابدی محبت اور الوہیت کے رشتہ ابنیت کو بلاحیل وحجت بسر وچشم قبول کرنا عین حق پرستی اور اطاعت فرمان خداوندی ہے اور خدا کے اکلوتے بیٹے کی ازلی شخصیت کا انکار خدا اور خدا کے رسولوں اور خدا کے فرشتوں اور خدا کے اکلوتے بیٹے کے فرمان کے احترام کے سخت خلاف ہے۔ اگر آپ گناہ سے مخلصی کے طالب اور خواہشمند ہیں۔ تو یاد رکھئے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے ہمارے یسوع مسیح کو دنیا کا زندہ

● (ا) محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت
اس میں ہے کہ اس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گ
کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ (ا۔ یوحنا ۴: ۱۰)

(ب) ٹھوکروں کے سبب سے دنیا پر افسوس ہے کیو
ٹھوکروں کا لگنا ضرور ہے۔ لیکن اس آدمی پر افسوس
کے باعث سے ٹھوکر لگے (متی ۱۸: ۷) ابن آدم تو
اس کے حق میں لکھا ہے جاتا ہی ہے۔ لیکن اس آدمی
ہے جس کے وسیلہ سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے
آدمی پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا ہوتا۔ (متی ۲۶

اور وہ احد نجات دہندہ مقرر کر دیا ہے وہ آسمان پر پوری پوری نجات اور شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے۔ (عبرانیوں ۷: ۲۵)

▲ "باپ نے بیٹے کو دنیا کا منجی کر کے بھیجا" (۱۔ یوحنا ۴: ۱۴) "جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ خدا اس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں" (۱۔ یوحنا ۴: ۱۵) "خدا کا بیٹا اسی لئے ظاہر ہوا تھا کہ ابلیس کے کاموں کو مٹائے" (یوحنا ۳: ۸)

"جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے (یوحنا ۳: ۳۶)

(ختم شد)

(ج) اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو (متی ۲۳: ۲۴) ..... جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے (متی ۷: ۱۹، ۲۰) .... اور اب اے بھائیو! میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ کام نادانی سے کیا اور ایسا ہی تمہارے سرداروں نے بھی (اعمال ۳: ۱۷) جسے اس جہان کے سرداروں میں سے کسی نے بھی نہ سمجھا کیونکہ اگر سمجھتے تو جلال کے خداوند کو مصلوب نہ کرتے۔ (۱۔ کرنتھیوں ۲: ۸)

● (ا) اس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ (رومیوں ۳: ۲۳) پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا۔ اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی۔ اس لئے کہ سب نے گناہ کیا۔ (رومیوں ۵: ۱۲)

(ب) پھر انسان کیونکر خدا کے حضور راست ٹھہر سکتا ہے یا وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ہو سکتا ہے؟ (ایوب ۲۵: ۴) لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ جو عورت سے پیدا ہوا۔ (گلتیوں ۴: ۴) جو گناہ سے واقف نہ تھا۔ اسی کو اس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا۔ تاکہ ہم اس میں ہو کر خدا کی راستبازی ہو جائیں۔ (۲۔ کرنتھیوں ۵: ۲۱) اس لئے کہ جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خدا نے کیا یعنی اس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا (رومیوں ۸: ۳)

ج۔ کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے ... (رومیوں ۶: ۲۳) اس لئے کہ پاک کرنیوالا اور پاک ہونیوالے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ ... (عبرانیوں ۲: ۱۱) پھر یسوع نے بڑی آواز سے

پکار کر کہا۔ اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں
سونپتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر دم دے دیا۔ (لوقا ۲۳: ۴
مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت
کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر
گیا وہ لعنتی ہے (گلتیوں ۳: ۱۳)

ختم شد

"میں عقلمند جان کر تم سے کلام کرتا ہوں، جو میں کہتا ہوں، تم آپ اسے پرکھو" (۱۔ کرنتھیوں باب ۱۰ آیت ۱۵)

"رسالہ مسیح ابن اللہ" مصنفہ جناب برکت اے خان کے جواب کی آخری قسط آپ کے پیش نظر ہے جو کہ پانچ اقساط میں مکمل کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ بلا تبصرہ حوالہ جات افہام و تفہیم میں انتہائی رکاوٹ ہوتے ہیں اور مزید اعتراضات کے باعث بھی۔ مگر بہایت حزم و احتیاط سے جملہ شکوک و شبہات کے وسیع دامن کو ہر ممکن طریق سے سمیٹ کر حق کو روشن کیا گیا ہے۔ کہ مروجہ بائیبل کے عمیق مطالعہ سے گوہر یاب بامراد ہو جائے۔ ولیکن برا ہو تعصب کا جو کہ گہرا پردہ ڈال دیتی ہے۔

آئندہ ہر موضوع پر علیحدہ علیحدہ موزوں گفتگو کی جائے گی تاکہ بیش از بیش معلومات ہو جائیں۔ نیز ہر کتاب و رسالہ کے مکمل جوابات تحریر کئے جا رہے ہیں۔ جو آپ تک ضرور پہنچیں گے۔ جن احباب کے پاس مختلف لٹریچر ہو۔ اگر ہو سکے تو ہمیں آپ مہیا فرمائیں۔ یا کتاب کا نام اور پتہ تحریر کرائیں۔ دیگر جو احباب عیسائیات سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیں یا تبادلۂ خیالات کا ارادہ ہو تو:۔ "بیت الحکمت" نزد امام کوٹ کمالیہ ضلع لائلپور سے رابطہ قائم کریں۔ انشاء اللہ ہر قسم کی خدمات پیش کی جائیں گی۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

(حکیم سید سرفراز حسین)

یسوعیت کو سمجھنے کے لئے:۔ معارف اسلام کے دو تحفے

(۱) عہد ناموں کی تعلیمات:۔ (مصنفہ علامہ سید نذر حسین گوپالپوری) مضمون عنوان سے ظاہر ہے۔ عہد نامہ قدیم و عہد نامہ جدید سے یسوعیت کا تعارف۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

(۲) تثلیث اور کفارہ:۔ (مصنفہ علامہ الحاج مرزا احمد علی صاحب) یسوعیت کے ہر دو بنیادی عقائد کا تجزیہ انہیں کی کتاب مقدس سے۔ قیمت صرف ۔ (اخراجات ڈاک بذمہ خریدار)

دفتر ادارہ معارف اسلام (رجسٹرڈ) ۹/ڈی شاہ عالمی گیٹ لاہور سے خرید فرمادیں

حصہ نسواں

مدیرۂ اعزازی - سیدہ عندلیب زہرا کامونپوری

۷۸۶

"عورت" کا مسئلہ

عورت مرد دونوں زندگی کے معمار ہیں۔ انسانیت کی تکمیل، کائنات کی تسخیر بغیر ان دونوں کے صحیح تعاون ممکن نہیں۔ روحانی و تمدنی دونوں ترقیاں ایک دوسرے کی یکجہتی پر موقوف ہیں۔ زندگی کی بہار و خزاں سے دونوں مساوی طور سے متاثر ہیں۔ باپ بیٹی۔ بھائی بہن۔ شوہر اور بیوی، ماں اور بیٹے کی شکل میں عورت و مرد کا ساتھ آغاز زندگی سے انجام زندگی تک برابر رہتا ہے۔

عورت بچے کو اپنی آغوش میں بڑی شفقت سے پالتی ہے، اسے اپنی آنکھ کا تارا اور حسین آرزو بناتی ہے شوہر کے مال و شرف کی امین ہوتی ہے۔ خوشی و غم میں شریک رہتی ہے اور اپنی ہمدردی، ایثار و مہر و محبت سے زندگی کا بوجھ محسوس نہیں ہونے دیتی۔

سماجی زندگی کا کاروان منزل کی طرف بظاہر بڑی تیزی سے قدم بڑھا رہا ہے۔ لیکن یہ بڑا سانحہ ہے کہ منزل سے قریب ہونے کے بجائے دور ہوتا جا رہا ہے۔ سفر کی ناکامی منزل سے دوری کے بیشمار اسباب ہیں قوموں کی ترقی و تنزل کے اسباب کے ماہرین جب اس موضوع پر سوچتے سوچتے تھک جاتے ہیں اور ان کی آنکھ لگ جاتی ہے تو وہ کچھ خواب دیکھتے ہیں، کچھ خواب حقیقت ہوتے ہیں اور کچھ سراب ہوتے ہیں۔ یہ ماہرین ان سے قومی و انسانی تنزل و ترقی کی فہرست مرتب کر لیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں بعض صحیح اسباب معلوم ہو جاتے ہیں اور بعض کو غلط فہمی سے سبب کا درجہ دیدیا جاتا ہے۔ صدیوں سے یہ ادھیڑبن ہو رہی ہے۔ نہ تو مجھے ان تمام اسباب پر عبور ہے نہ ان کی فہرست یہاں درج کرنے کی ضرورت ہے۔ ترقی کی رکاوٹوں میں جس کے ایک بنیادی سبب کی صحت پر مجھے ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ وہ عورت مرد کی صلاحیتوں کے صحیح اندازے میں غلطی ہے۔ مرد نے عورت کو پہچاننے کی صحیح کوشش نہیں کی، اور عورت مرد کی صلاحیتوں سے اجنبی رہی دونوں صبح آفرینش سے ساتھ رہے ہیں۔ لیکن تاریخ کے طویل عہد میں ایسے وقت کم آئے جب مرد و عورت نے اپنے شریک زندگی کی صحیح معرفت حاصل کی ہو۔ ایک دوسرے کے میلانات، رجحانات، احساسات، و نفسیات

کے شناسا اور قدردان رہے ہوں۔

حمورابی شریعت کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ اس نے عورت کے مسئلہ کو انصاف و خلوص سے حل کیا
عورت کو اس نے زندگی کے جائز حقوق دیئے تھے۔ وہ نصوص آج موجود نہیں جن سے کوئی یقینی رائے
قائم کی جا سکے۔ کہ حقیقت کیا تھی۔ علمائے تاریخ شریعت حمورابی کی اس فیاضی پر شک کرتے ہیں۔ کہتے ہیں
کہ یہ روایت ایک افسانہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔

قدیم زمانے کی تاریخ آج بھی ہمارے سامنے ہے۔ ہم قدیم روما میں عورت کی صحیح حالت کا اندازہ
لگا سکتے ہیں۔ قدیم روما نے ایک تمدن پیش کیا تھا۔ ان کی ایک شاندار تہذیب تھی۔ ہمیں اس سے انکار
نہیں رکھتی۔ لیکن میں روما کی تاریخ کی روشنی میں بے جھجک کہہ سکتی ہوں کہ عورت کے مسائل حل کرنے میں
وہ بیحد تنگ نظر اور غبی واقع ہوئے تھے۔ رومی اسے بہت حقیر سمجھتے۔ اس کے ساتھ جانوروں کا سا
برتاؤ کرتے۔ باپ کے گھر وہ اس کی ملک کی طرح زندگی گذارتی۔ جب شوہر کے گھر آتی، تو اس کی ملکیت
بن جاتی۔ اس کے جان و مال سب پر شوہر کا قبضہ ہوتا۔ فرائض ہی فرائض اس کے ذمہ تھے، ان فرائض
کے مقابلہ میں اسے کچھ حقوق حاصل نہ تھے۔ تاریخ کے ہر دور اور زمین کی ہر آبادی میں عورت سبزہ پامال
بنی ہوئی تھی۔ مرد کی انانیت ظلم و ستم کے پاؤں سے اسے روندتی۔ نہ اس کا کوئی غمخوار تھا کہ کوئی اس کی
تکلیف پر ترس کھانے والا تھا۔

ایران کے "مزدک" کی شریعت نے اس کی اور مٹی پلید کی۔ جنسی مزاج کی اجازت دیدی۔ ابتک
عورت جانور کے برابر تھی۔ اب وہ جمادات کی صف میں آگئی۔ ایران کے مشہور مصلح زردشت نے بہت
کچھ اصلاح کی۔ لیکن مزدک نے جنس مطلق العنانی کو ہوا دے کر ایسی ذلیل فضا پیدا کر دی تھی کہ زردشت
بھی اس کے بدلنے میں ناکام رہے۔

مہاتما بدھ اور چین کے دانشمند "کنفیوشس" نے عورت کو کچھ حقوق دیئے۔ ایک محدود دائرہ
میں اس کی کچھ حالت سدھری۔ لیکن دنیا کے دوسرے مقامات پر ذلت و خواری کی آگ سے اس کا دل سلگ
رہا تھا۔ وہ نہایت بے بسی اور بیکسی سے زندگی کے دن کاٹ رہی تھی۔

اسرائیلی شریعت نے جس کے پیغمبر حضرت موسیٰ تھے۔ عورت کو کچھ حقوق دیئے۔ ان کی شریعت میں
تحریف کر دی گئی۔ اور وہ باپ کی میراث سے محروم کر دی گئی۔ اس کی رائے کی کوئی قیمت نہ تھی۔ قدیم رو
کے قانون نے عورت کو جس سطح پر رکھا۔ محرف یہودی شریعت آئے اس سے کچھ زیادہ بلند نہ کر سکی۔ حضرت
عیسیٰ کی رسالت کا جب دور آیا تو محرف اسرائیلی شریعت سے وسیع اختلاف کا موقع نہ پا سکے۔ اس زمانے
کے سیاسی حالات بہت پیچیدہ تھے۔ جس طرح دوسرے معاملات میں اسرائیلی شریعت کے مسائل پرانے
خیالات کا پتہ نہیں چلتا۔ اس مسئلہ میں بھی ان کی کوئی ترمیم و اصلاح نہیں ملتی۔ مسیحی عورت کی حالت عرصہ

افسوسناک تھی۔ جب کلیسا کا زور گھٹا اور آزاد خیالی کی نسیم چلی تو عورت شریف زندگی کے لطف سے واقف ہوئی۔

اسلام نے عورت کو بہت نوازا۔ حقوق و امتیازات کی دولت سے اس کا دامن بھر دیا۔ اس کی معاشی حالت درست کی۔ اس کے معاشی سلوک کے لئے کئی ذریعے مہیا کئے۔ اسے مرد کے مقابلے میں آدھی میراث دے کر افلاس و درماندگی کے خطرے سے بچایا۔ قرآن نے معاشی تقسیم کے بیان میں عورت کے حصہ کو بیان کیا :-

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین ؛ | اللہ تمہیں وصیت کرتا ہے کہ اپنی اولاد میں نرینہ اولاد کو اناث کے مقابلہ میں دوہرا حصہ دو۔

والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض ؛ | مومنین و مومنات ان میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

مرد پر لازم قرار دیا کہ عورت کے مصارف کا ذمہ دار رہے۔ اس کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اس لئے کہ اس کی جسمانی طاقت عورت سے زیادہ ہے

"الرجال قوامون علی النساء" | مرد عورتوں پر ذمہ دار (یا حاکم) ہیں۔

فرائض کے مقابلے میں اس کے حقوق مقرر کئے۔

وَلَھُنَّ مثل الذی علیھن بالمعروف | عورتوں کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان کے فرائض

تحصیل علم جس طرح مرد کے لئے لازم قرار دیا عورت کو بھی اسی طرح تحصیل و تعلیم کی دعوت دی۔ رسول خدا کی مشہور حدیث ہے

"طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ" | علم کا حاصل کرنا ہر مرد عورت کے لئے واجب ہے

شوہر کو اجازت نہیں دی کہ بغیر عورت کی مرضی کے اس کے مال میں تصرف کرے۔ شوہر جو مہر اپنی بیوی کو اپنی جیب سے ادا کرتا ہے اس میں سے بھی ایک حبہ بیوی کی مرضی کے بغیر صرف نہیں کر سکتا۔

و ان اتیتم احدٰھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً اتاخذونہ بھتاناً و اثماً مبیناً۔ | اگر تم اپنی "بیویوں" میں سے کسی کو کافی دیدو تو اس سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا بہتان اور گناہ عظیم سے واپس لوگے۔

آج کے بازی گر آزادی کے نام پر عورت کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے فطری مشاغل کی اہمیت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اس پر سخت قسم کا معاشی بار ڈالا جا رہا ہے۔ کارخانوں میں وہ اپنا خون پسینے کی طرح بہا رہی ہے۔ جنگ میں حصہ لینے کی اسے دعوت دی جا رہی ہے۔ نہایت مشکل کام اس سے لئے جا رہے ہیں۔ سڑکیں تیار کرنا۔ کان کنی کرنا۔ خندقیں کھودنا۔ پل بنانے کا کام اس سے لیا جا رہا ہے۔ مردک کے مزاجی دور کو آج واپس بلایا جا رہا ہے۔ دین و اخلاق کی پابندیاں گراں گزر رہی ہیں۔

معاشرہ پر اگر کام کا بوجھ بڑھ گیا ہے تو صلاحیتوں کو مدنظر رکھ کر شریعت، انصاف و مروت کی روشنی میں کام
کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ بدگمانی اور نفرت بڑھتی جا رہی ہے۔

مرد کہتا ہے، عورت کافی تعلیم سے نا آشنا ہے۔ یہ ہر ننھی چیز پر الجھتی ہے۔ اس کا ظاہر کچھ اور باطن
کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ نیکی کی قدر نہیں کرتی۔ مغرور ہو جاتی ہے۔ پیسہ جمع کرنے کی اسے بڑی ہوس ہے
اس کے مطالبات کی فہرست میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ عورتوں کو مردوں سے شکایت ہے:۔
رنگ رلیوں میں یہ دولت لٹاتے ہیں۔ شراب میں مدہوش رہتے ہیں۔ بداخلاقی سے پیش آتے ہیں سسرال
والے زندگی اجیرن بنا دیتے ہیں۔ دونوں طرف سے شکایتیں جڑ پکڑتی جا رہی ہیں۔

طلاق جو اختلاف مزاج کا آخری علاج تھا۔ اب جنس ارزاں بن گئی۔ بدگمانی و بے اعتمادی نے امر
رشتہ کی بہار کھو دی۔ ابھی عقلی سر سے اونچا نہیں ہوا ہے۔ ضد، خود غرضی، بالادستی، تعصب، جنسی تکبر
سے بلند ہو کر ایمانداری، سچائی اور خلوص سے عورت اور مرد کے حقوق و فرائض پر غور کرنے کی ضرورت ہے
اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے کہ عورت و مرد میں سے کوئی ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں۔ تمدن و
تہذیب کو دونوں کی بہترین صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ دونوں کی ذہنی بالیدگی ایک اچھے معاشرہ میں
ہی ممکن ہے۔ جہاں انصاف، شرافت، ایثار کی مشکبار نسیم چل رہی ہو، اور ایمانداری و محبت کے
پھول کھل رہے ہوں۔

بقیہ "عورتوں کے لئے نصاب دینیات" (صفحہ ۵۹ سے آگے)

جنرل تعلیم لازمی ہوگی۔ زباں دانی (مادری زبان۔ عالمی۔ دینی۔ کلاسیکی۔ (فارسی)
اسلامی معاشیات۔ جنرل معاشیات۔ تاریخ فلسفہ۔ سائنس کی انکشافات کا اجمالی تذکرہ۔ مذہب و سائنس کا معرکہ
(اسلام و سائنس)۔ اسلام کی عقلیت پسندی۔ تسخیر کائنات کا نظریہ۔ دین و دنیا کے اتحاد کی تصویر۔ اخلاقیات کا مو
زندگی میں۔ موجودہ زندگی اور امن کا انتشار۔ امن عالم کے قیام میں اسلامی نظریہ زندگی کی اہمیت۔ عالمگیر برادری کا
اسلامی تصور۔ ان تمام مسائل سے ایک کورس مرتب کیا جائے تاکہ عورت عام معلومات سے آشنا ہو جائے۔ مذہبی اقدار سے
آگاہ ہو۔ زبانوں پر عبور ہو۔ دینیات کی تعلیم جاری رہیگی۔ اس دور میں حدیث و فقہ کے مبادیات پڑھائے جائیں گے۔
ڈگریاں۔ (کسی ایک مضمون میں) بی۔ اے ۲۔ بی۔ اے آنرز دینیات میں ۳۔ بی۔ اے آنرز کشیدہ کاری میں ۴۔
بی۔ اے آنرز پکوان اور دسترخوان میں (ڈیکوریٹنگ) ۵۔ بی۔ اے آنرز تیمار داری (نرسنگ) ۶۔ بی۔ اے آنرز تربیت اطفال
۷۔ بی۔ اے آنرز۔ تدریس (ایجوکیشن) ۸۔ بی۔ اے آنرز تبلیغ و خطابت ۹۔ بی اے آنرز۔ گھریلو صنعت
۱۰) ایم۔ اے (ایک سالہ کورس) ۱۹ و ۲۰ سال

عملی دینیات:۔ خطابت، مضمون نویسی، تبلیغی مشن، گھر گھر میں دینی تعلیمات کی نشر و اشاعت۔ دینی تقاریب کا انعقاد
مشہور مسلم مستورات کا یوم منائے جائیں مثلاً یوم حضرت آمنہ۔ حضرت خدیجہ۔ حضرت فاطمہ۔ حضرت زینب۔ یوم رابعہ وغیرہم۔ کو

خدمت میں جس کے مریمؑ مرچھل لئے کھڑی ہے

۷۶ سال قبل کی ایک منقبت

…قلمی سید صادق علی جارچوی بتاریخ ۱۲ رجب سنہ ۱۳۰۷ھ حاصل کردہ از سید اکبر علی رضوی جارچوی

…جس کا سینہ از شوق حیدری ہے ؛ مکھ اس کا روز محشر جوں ماہ انوری ہے

…ات پاک حیدرؑ نسبت نہیں کسو کو ؛ اس ذات خاص میں وہ شان پیمبری ہے

…کو فدائی کر کے بستر نبیؐ کے اوپر ؛ خوش وقت سو رہا ہے یہ کیا دلاوری ہے

…یف کس سے ہووے اس سیدالنساء کی ؛ خدمت میں جس کی مریمؑ مرچھل لئے کھڑی ہے

…و جفا ہے جیسے اس شاہ کربلا پر ؛ خورشید کے بدن میں اس غم سے تھرتھری ہے

…ن العباد و باقرؑ جعفرؑ رضاؑ و کاظمؑ ؛ بعد از تقیؑ نقیؑ ہے ابن بعد عسکریؑ ہے

…یار باغ مذہب توبہ ظرف تصور کر ؛ آں سب نہال رونق از فیض جعفری ہے

مہدیؑ امام آویں دو جگ میں ہو اجالا

ظلمت کا کفر جاوے یہ نور حیدری ہے

عورتوں کیلئے نصاب دینیات

(از سیدہ عندلیب زہرا کاظمی ہاکی ـــــــ کامونیوری علیگڈھ)

تعلیم کا مقصد اور مدت :- عورت کے مزاج نیز حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک عبوری تعلیمی خاکہ غور و فکر کے لئے درج ہے جس کا مقصد عورت کے مرتبہ کو بلند کرنا - نیز اس کو مذہبی اقدار کی روشنی میں ایک کامیاب زندگی بسر کرنے کی تعلیم دینا ہے جس سے وہ معاشرہ پہ بار نہ ہو اور سماج کی اصلاح میں پیش پیش رہے۔ مذہبی قدروں کی حفاظت کے ساتھ وہ اپنی تمام عظمتوں کے مدارج طے کرے۔

مدت :- کل ۱۶ سال ـــــ ۵ سال کی عمر سے ابتدا کی جائے گی

(ل) لازمی تعلیم (۷ سال تک) یعنی مڈل یا جونیر ہائی اسکول تک (۵ + ۷ = ۱۲ سال)

(۱) زبان دانی :- ابتدائی دو جماعتوں میں قاعدہ (نفسیاتی طریقہ تعلیم کے مطابق) اردو کتابیں تیسری جماعت میں اعادہ - مزید ایک کتاب - جملے بنانے کی مشق - قوت گویائی پر زور - چوتھی سے ساتویں تک مضمون نویسی - درسی کتابیں - (قواعد پر زور نہ دیا جائے) - تقریری و تحریری مقابلے

(۲) ریاضی :- ابتدائی دو جماعتوں میں چار قاعدے (جمع - تفریق - ضرب و تقسیم) تیسری میں اعادہ ڈاکخانہ کی معلومات - چوتھی سے ساتویں تک عملی حساب - بینک کی معلومات - گھر کا بجٹ بنانا - بل وغیرہ

(۳) جغرافیہ :- (ابتدائی جماعتوں میں سمتوں کی - مختلف مقامات کی سیر و مشاہدہ جغرافیائی معلومات کے لئے - چوتھی سے ساتویں تک مختلف ملکوں کا تذکرہ - اور ان کا ایک دوسرے سے معاشی و اقتصادی تعلق درآمد برآمد - مذہبی مقامات اور ان کا جغرافیہ - جغرافیہ سے متعلق قرآنی آیات کا اردو میں مطالعہ -

(۴) ابتدائی جماعتوں میں تاریخی مذہبی، اخلاقی کہانیاں جن میں دینی عنصر نمایاں ہو - چوتھی سے ساتویں تک اقوام عالم کی مختصر تاریخ - اہم واقعات خصوصاً اسلامی تاریخ کے ایسے واقعات معاشرہ جن سے زیادہ متاثر ہوا ہے - رسول خدا اور آئمہ طاہرین کی زندگی - سلف صالح عورتوں کا تذکرہ -

(۵) شہریت :- معاشرتی زندگی میں تعاون کی اہمیت - عملی مثالیں - اسکول پارلیمنٹ - مختلف کمیٹیاں (مثلاً صفائی کمیٹی - ضبط کمیٹی - تفریحات کمیٹی - مقصد عورتوں کی تنظیم ہے - لوکل بورڈ مثلاً پنچایت میونسپلٹی کارپوریشن وغیرہ کی معلومات اور ان کا روز مرہ کی زندگی سے تعلق - تاکہ عورت شہری زندگی کے فرائض و مشاغل سے ناواقف نہ رہے - اور بچوں کی باخبر معلمہ ہو -

(۶) دینیات :- طریقہ تعلیم دلچسپ ہو - تمثیل و مشاہدہ پر مبنی ہو - مثلاً گھر کے چیزوں کا ذکر اور

کی اہمیت ۔ پہاڑوں چشموں کی سیر ۔ مظاہر قدرت سے واقفیت تاکہ قوت فکر و تجسس بیدار ہو ۔ عقائد کی تعلیم عام فہم اور فطری دلیلوں کے ذریعہ مثلاً کثرت میں وحدت ، ہر نظام کی کثرت میں وحدت کارفرما ہے ۔ خواہ گھر ہو ۔ مدرسہ ہو ۔ یا کوئی دوسرا ادارہ ۔ اسی طرح ہمارے عالم کا ایک ہی خالق ہے ۔ ذات باری کی پہچان خدا اور انسان کے حقوق ۔ مثلاً والدین ۔ پڑوسیوں ۔ یتیموں ، بیواؤں ۔ مہمانوں ، مسافروں وغیرہ سے ہمدردی ، مساوات کی عملی تعلیم ۔ تقریر ، قصیدہ ، مرثیہ خوانی وغیرہ کی عملی تعلیم ۔

ساتویں تک قرآن مجید ختم ہو جانا چاہیئے ۔ عربی کی ابتدا اور عام فہم تعلیم ۔ سیرت سلف صالحین اخلاقی تعلیم پر زیادہ زور ۔ معاشی مسائل ، ایثار ۔ محنت ، قربانی ۔ خدا شناسی و تسخیر کائنات ۔ موجودہ سائنس اور دینیات ۔

(۷) امور خانہ داری ، سلائی ۔ صنعت و حرفت ۔ ابتداء سے ساتویں تک ۔ ساتویں سے سلائی اور کشیدہ کاری میں کامل ہو جانا چاہیئے ۔ گھر کی سجاوٹ ۔ کپڑوں کی سلائی ۔ دھلائی وغیرہ کا سارا کام کر لینا چاہیئے تاکہ بچہ ... ہو ۔ مختلف دستکاریاں مثلاً کھلونے بنانا ۔ پھول و گلدستے بنانا ۔ پارچہ بافی ۔ زردوزی چٹنی اچار مربہ ۔ زیور سازی ۔ اور دوسری چیزیں چھوٹی موٹی ۔ تعلیم صرف کتابی نہ ہو ۔ بلکہ اس کی اساس زندگی کے عملی حقائق پر ہو ۔ مذہبی و اخلاقی و صنعتی رجحان پر زیادہ زور دینا چاہیئے ۔ تاکہ اس سے قوم کی بہتری ہو معاشرہ میں عورت کا مقام بھی بلند ہو ۔ اور وہ بار نہ ہو ۔ زندگی کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکے ۔

(ب) آٹھویں سے گیارہویں جماعت تک (۱۲ + ۴ = ۱۶ سال)

اس تعلیم کا مقصد مستقبل کی زندگی کے مسائل کو حل کرنا ہوگا ۔ ازدواجی زندگی ۔ تربیت اولاد وغیرہ گھریلو نرسنگ ۔ تعلیم کے تین خاص پہلو ہوں گے ۱ عملی ۲ دینی و اخلاقی ۳ صنعتی و معاشی ۔ قوم کے جمود اور جملہ خرابیوں کی جڑ دینی اور اخلاقی کردار کی پستی اور اقتصادی بدحالی ہے ۔ اس کو دور کرنے میں تعلیم نسواں کا اہم رول ہونا چاہیئے ۔ دینی اور دنیاوی ترقی اور مذہبی تعلیمات میں یکجہتی پیدا کی جائے ۔ اس دور میں مادری زبان کی تعلیم کے ساتھ ہی عالمی زبان (انگریزی) کی تعلیم شروع کر دینی ہے ۔ نیز جنرل ایجوکیشن ۔ دینی زبان عربی اتنی پڑھائی چاہیئے کہ عام دینی ادب سمجھ میں آجائے ۔ مثلاً نماز ، دعائیں وغیرہ ۔ فارسی کی تعلیم اردو کے ساتھ ہی شروع کی جائے ۔ اور اس حد تک معلومات دی جائیں کہ روزمرہ کی فارسی تین سال کے عرصہ میں اچھی طرح آجائے ۔ امور خانہ داری سے سلائی اور صنعت کی تعلیم جاری رہے گی ۔ اور ہر شعبہ کی خصوصی اور ماہرانہ طریقوں سے تعلیم دی جائے گی ۔ کھانا پکانے کے سلسلہ میں حرام و حلال پاک و ناپاک کا ذکر ضروری ہے ۔ حلال و حرام کا مطالعہ سرسری طور سے موجودہ انکشافات کی روشنی میں ۔ عورت کا سماج میں مقام ۔ فقہ میں ۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں ۔

ج ۔ بی ۔ اے آنرز (تین سالہ کورس) ۱۶ + ۳ = ۱۹ سال ۔

(باقی صفحہ ۵۶ پر ملاحظہ کریں)

اموی عورت قاتل کے پردہ میں

از لسان الملت زین العلماء سید آغا مہدی صاحب لکھنوی مدظلہ - کراچی

عصر حاضر کے رجحانات جہاں صنف نازک کے تمام متعلقہ موضوعات پر قلم اٹھانے کا مشورہ دیتے ہیں وہاں تقاضائے دیانت ہے کہ عورت نے جو سازشی قتلوں میں حصہ لیا ہے اس پر بھی قلم فرسائی ہو جائے - اس میں شک نہیں کہ دامن نسوان مرد کے قتل کر دینے کے سیاہ داغ سے نسبتاً بچا ہوا ہے اور زیادہ تر مشاہیر و اعیان کی موت کا دھبہ مرد کے دامن پر ہے - پھر بھی حضرت یحییٰ نبی کی قاتل بنی اسرائیل کی فتنہ پرور عورت (سلومی) حضور سرورِ اکرم کے عم نامدار حضرت حمزہ سیدنا و سید المسلمین کی شہادت کے بعد ان کی لاش کو پارہ پارہ جس نے کیا وہ عورت تھی - اور یہ انسانیت سوز ردیہ اس شجرہ ملعونہ کی تیسری پشت یزید تک اس کے خانوادہ کا سبب شہرت اور رسوائی رہا - اور نسل جگر خوار قرار دینے میں کسی کو عذر نہیں - ملاحظہ ہو :— (۱) مجتبیٰ ابو بکر بن درید بغداد ص۴۹ طبع دکن (۲) منتخبات فخری ابن طقطقی طبع بنارس ص۳۶ (۳) مناقب اخطب خوارزم طبع عراق ص۱۷ (۴) ارجح المطالب ص۸۶ -

حضرت ختمی مرتبت صلعم کو زن یہودیہ نے زہر دیا - عام لوگ تو یہ کہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کی قاتل بھی آپ کی بی بی تھیں - (دیکھو معالم زلفی و حیات القلوب وغیرہ) صحیح بخاری الیسی اُن کی واجب التعظیم کتاب میں ایک پورا باب ہے جو حضور کو وقت آخر ان کی تجویز سے ایک دوا دیئے جانے پر مشتمل ہے اور سرور دو عالم کو کہنا پڑا کہ بجز عباسؓ کے جو اس وقت موجود نہ تھے سب کو یہ دوا دی جائے - شبلی نعمانی بھی اس تکنیک کو سیرت النبی میں پردہ خفا میں نہیں رکھ سکے (صحیح بخاری جلد ۲ ص۶۹۵ طبع مصر) - حضرت علی مرتضیٰ روحی فداہ کی شہادت میں قطامہ کا بھی ہاتھ تھا - اور اس کو ابو المجد مجدود الدین آدم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے آلِ ابو سفیان سے قرار دیا ہے (ملاحظہ کتاب حدیقۃ الحقیقہ و شریعۃ طبع بمبئی ص۱۴۱) ابو الائمہ کی وفات حسرت آیات میں ابن ملجم کی تلوار قطامہ کی تحریک پر ہے - قطامہ کسی صاحب اقتدار کی بہکائی ہوئی تھی، جس کا تاریخ سے پتہ چلتا ہے - جعدہ جس نے امام حسنؑ کو زہر دیا وہ حضرت ابو بکر کی بہن کی رشتہ دار تھی اور حضرت ابو بکر کی بہن کا بیٹا قاتل حضرت مسلمؑ تھا - اب رہیں امہات المومنین میں سے ایک مخدرہ جن کا یہاں نام لکھنے کی ضرورت نہیں - تاریخ کی ورق گردانی سے قتل حضرت ابن عفان خلیفہ ثالث کے سلسلہ میں ان پر بھی بار ثابت ہوتا ہے - کیونکہ مخدرہ کا تاریخی جملہ "اقتلوا نعثلاً" بار بار کتابوں میں دکھائی دیتا ہے - ملاحظہ ہو :- ۱ الامامۃ والسیاسۃ ص۴۹ طبع مصر ۲ انساب الاشراف بلاذری جلد ۱ ص۷۵ ۳ سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ ص۲۸۶ طبع مصر ۴ مجمع البحار جلد ۳ ص۳۴۳ ۵ روضۃ الصفا جلد ۲ ص۲۳۶ ۶ علی بن ابی طالب از عمر ابو النصر

(باقی صفحہ ۸۵ پر)

چودھویں صدی کی مظلوم ترین شخصیت

(از غیاث الدین - مدیر اعزازی)

اگر آپ حالات و حقائق کا جائزہ لیں تو بلا مبالغہ آپ اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ "عورت" چودھویں صدی کی مظلوم ترین شخصیت ہے۔ گذشتہ تاریخ میں بہت سی عورتیں آپ کو حکمران بھی ملیں گی۔ عورتیں جنگوں میں بھی شریک ہوتی رہیں اور جنگوں کی کمان بھی کرتی رہی ہیں۔ مگر ہر جگہ ان کی عزت محفوظ رہی۔ برعکس اس کے جس قدر بے عزتی عورت کی چودھویں صدی میں ہوئی ہے پیشتر کبھی نہیں ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ اس صدی میں عورتوں کو آزادی نصیب ہوئی ہے۔ عورتوں کا راج آیا ہے۔ تعلیم نسواں عروج پر پہنچی۔ عورتوں کی عزت افزائی ہوئی۔ اسمبلیوں میں آئیں۔ حقوق نسواں بہتر صورت میں ادا کئے گئے اور اب عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش کام کرنا شروع کر دیا ہے اور آئندہ کرتی رہیں گی۔

یہ چیزیں بظاہر دیکھنے میں بڑی خوشنما نظر آتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض کا صحیح استعمال اگر ہو تو ان کی افادیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ ہر عمل فطری حدود کے اندر ہونا چاہیئے۔ عقلی نقطہ نظر سے ہر عمل فطری حدود کے اندر ہونا اس کی صحت کی دلیل ہے۔ کتاب اللہ میں اس کو "حدود اللہ" کے نام سے پکارا گیا ہے۔ "جس نے حدود خدا سے تجاوز کیا وہ ظالموں میں شمار ہو گیا۔" یہ ظلم کی سب سے مکمل تعریف ہے کیونکہ کسی چیز کو اس کے اصلی مقام سے ہٹانا اس کے ساتھ سب سے بڑا ظلم کرنا ہے۔ مچھلی پانی میں ہی زندہ رہ سکتی ہے۔ اس کی زندگی کا اصل مقام پانی ہے۔ یہ اس کی فطرت میں داخل ہے۔ اس کی فطرت کے خلاف اسے آمادہ کرنا اسے موت کی طرف للکارنا ہے۔

عورت صنف نازک ایک نازک پھول کے مانند ہے وہ فطرتاً نازک پیدا ہوئی ہے اور مرد اس کا محافظ ہے وہ اس کے لئے کماتا ہے اور سخت سے سخت کام کرتا ہے۔ خالق نے دونوں کے لئے جدا جدا کام اور جدا جدا مقام بنائے ہیں۔ مگر چودھویں صدی کے "گم کردہ راہ" مرد نے عورت کو کھلونا بنایا۔ اس کا نقاب الٹ دیا۔ یہی وجہ ہے یہ گرانبہا جنس نہ صرف عام ہو گئی بلکہ ارزاں بھی ہو گئی۔ معاشرے کی خرابیاں اور دنیا کا فسق و فجور بھی حد تک عورت کی اس ارزانی کی وجہ سے بھی ہے۔ حالانکہ عورت کا مقام بہت پاکیزہ اور بلند ہے۔ برصغیر کی تقسیم کے وقت عورت کا کیا قصور تھا کہ اس کی بے حرمتی کی گئی؟ اگر مردوں کے دوش بدوش کا نظریہ صحیح ہوتا تو عورت پر اس قدر ظلم نہ ہو سکتا۔ یہ خود اپنی حفاظت کر لیتی۔

یہ ایک قابل رحم اور واجب الاحترام مخلوق ہے۔ اسے اس کے صحیح مقام سے آگاہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ برصغیر کی بہنیں اور شفیق بھائی اس طرف متوجہ ہو کر معارف اسلام کے ساتھ تعاون کریں۔

خواجہ معراج الدین مرحوم (سابق جنرل سکرٹری) کی وفات پر

پیغامات

محبانِ ملت و قوم حضرات ادارہ معارف اسلام ادام اللہ عزکم

حضرت خطیب اعظم مدظلہ :- تسلیم مسنون۔ آج کے اخبارات اور آپ کے رسالہ مفیدہ قوم سے ارتحال حضرت معراج الدین کی خبر ملی۔ ادارہ اور قوم کے لئے یہ بہت اندوہناک اور درد انگیز خبر ہے۔ خداوند کریم آپ سب حضرات ادارہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور خدا کرے کہ اس اچانک موت سے آپ کے ثباتِ قدم میں فرق نہ آئے۔

جس خاموشی اور خلوص کے ساتھ یہ ادارہ خدمت قوم و مذہب کر رہا ہے اس کی جزا حضرات ائمہ علیہم السلام دے سکتے ہیں۔ اس دنیا میں اس کی قیمت نہیں۔ خداوند کریم مرحوم کو جوارِ ائمہ معصومین میں جگہ مرحمت فرمائے۔ میں آپ حضرات کے ساتھ شریک غم ہوں ..... (احقر) السید محمد دہلوی۔ فردوس منزل اچھی چورنگی [illegible]

معظمی شیخ غیاث الدین صاحب مدظلہ العالی۔ علیکم السلام

مصورِ جذبات حضرت نور لدھیانوی :- گرامی قدر نامہ نمبری ۵۰۱۷ مرسلہ ۶ مارچ ۱۹۶۳ء مجھ کو آج ۱۰ [illegible] اتوار کی شام کو ڈاک سے تقسیم ہوا۔ مجھے سخت افسوس ہوا کہ میں جناب والا کا خط بروقت نہ ملنے کے باعث نظامت کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ نہ جانے آپ کیا خیال فرماتے ہوں گے۔

خصوصاً بزرگِ محترم خواجہ معراج الدین صاحب مرحوم و مغفور جنرل سکرٹری معارف اسلام کی خصوصی تعزیت کی نشست میں عدم اشتراک کا انتہائی صدمہ ہے۔ کاش! آپ کا خط بروقت مل سکتا۔

بہرکیف میری پرخلوص ہمدردیاں، مخلصانہ تعاون، بے لوث خدمات ادارہ معارف اسلام سے وابستہ آپ مجھے ہمہ وقت اپنا مخلص خادم اور وفادار پائیں گے۔ انشاء اللہ۔

میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالےٰ بہ تصدق اہلبیت اطہار خواجہ صاحب مرحوم کو دامنِ آلِ محمدؐ میں جگہ دے لواحقین کے علاوہ آپ ایسے سچے دوستوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ خدا کرے آپ بخیریت ہوں۔ (نور لدھیانوی)

۶۹۔ میو روڈ۔ لاہور ——— ان کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات گرامی کے تعزیتی محبت نامے بھی موصول ہوئے

(۱) جناب تقدس مآب مولانا سید منظور حسین نقوی۔ علی پور مظفر گڑھ (۲) جناب سید غلام حسین جعفری شیشہ [illegible] جنرل سکرٹری امامیہ مشن لاہور (۳) سید اکبر حسین رضوی کوئٹہ (۴) محترم حسین بخش صاحب ہمدانی ملتان۔ (۵) سید محمد سبطین صاحب سکرٹری ادارہ معارف اسلام مشرقی پاکستان ڈھاکہ۔ (۶) سردار کریم بخش حیدری علی پور ۔ مظفر گڑھ (۷) سید منظور حسین نقوی خانپور۔ چکوال (۸) محترم سید حسن طبسانی۔ کرا[illegible] (۹) سید فریاد علی شاہ کاظمی راولپنڈی (۱۰) سید محمد فاضل شاہ کاظمی کھاریان

ادارہ معارف اسلام تمام ذی قدر حضرات کا تہِ دل سے ممنون ہے اور انکی ہمدردی کے لئے شکریہ ادا کرتا ہے

اطلاعات واعلانات

(ادارہ)

(نئے) جنرل سکرٹری کا تعین ۱۰ مارچ ۱۹۶۳ء کو ادارہ کی مجلس نظامت (ورکنگ کمیٹی) کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا، جس میں علامہ سید امداد حسین کاظمی صدر ادارہ و مولانا ملک مہدی حسن حبیب (...)ں اور مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل کے علاوہ دیگر ممبران کمیٹی نے بھی شرکت فرمائی:-

(...)معراج الدین صاحب مرحوم (سابق جنرل سکرٹری) کی (...)ت پر تعزیتی ریزولیوشن منظور ہوا۔ اور فاتحہ خوانی کی گئی (...)ق رائے طے پایا کہ چونکہ ادارہ کا سال ۳۰ جون ۱۹۶۳ء (...)ہوتا ہے۔ جس میں ابھی قریباً ۴ ماہ باقی رہتے ہیں (...)اس مدت کو پورا کرنے کے لئے آئندہ نئے انتخاب (...)شیخ غیاث الدین صاحب (...) اعزازی جنرل سکرٹری (...) کے جملہ فرائض انجام دیں اور جوائنٹ سکرٹری (...)نظیر احمد صاحب کاظمی ان کی پوری پوری معاونت (...)یں۔ نیز بینک اکاؤنٹ کے متعلق طے پایا کہ پہلے (...) اکاؤنٹ سے رقوم نکلوا لینے کے لئے فنانشیل (...)ری شیخ شوکت علی صاحب نسیم اور خواجہ معراج الدین (...) کے مشترکہ دستخط ہوتے تھے۔ اب آئندہ سے شیخ (...)ت علی صاحب اور شیخ غیاث الدین صاحب کے مشترکہ (...)ط ہوا کریں گے۔ جسکی اطلاع بینکوں کو دیدی جائے (...)ہ کی بہتری کے لئے دیگر کئی تجاویز منظور ہوئیں۔

(مض)امین برائے "شہید نینوا نمبر" آئندہ شمارہ ذوالحجہ کے بعد اگلا شمارہ (مح)رم کا مخصوص نمبر "شہید نینوا نمبر" ہوگا۔ جو کہ ادارہ کی (...)یات کے مطابق مخصوص پاکیزہ کلام اور علمی تحقیقات (...)مزین ہوگا۔ "معارف اسلام" کے بہی خواہ حضرات (...) کرام، ذی علم اہل قلم حضرات، شعرائے خوش کلام کی (خدم)ت میں پرزور درخواست ہے کہ اپنے اپنے تحفے "دربار شہید نینوا" میں پیش کرنے کے لئے جلد از جلد ارسال فرما دیں۔ محرم سے متعلق نئی نئی تحقیقات فضائل اہلبیت کی علمی کاوشیں اور بلند پایہ کلام ہمیں ابتدائے ذوالحجہ تک پہنچ جانا چاہیے۔ تاکید اً تحریر ہے۔

حصہ نسواں کا اجراء حسب وعدہ ہم نے ماہنامہ کے سال نہم کی ابتدا میں (یعنی اس شمارہ میں) حصہ نسواں کا اضافہ کر دیا ہے جو کہ ہدیہ قارئین ہے۔ تمام دنیا کی عورت بالعموم اور پاک و ہند کی عورت بالخصوص بہت مظلوم ہے۔ عورت کا معاشرے سے بڑا تعلق ہے۔ لہذا عالم کی اس عظیم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے یہ سلسلہ شروع کر دیا۔ آنسہ سیدہ عندلیب زہرا کاموننوری نے اس کے لئے عظیم جذبہ اور تعاون کا اظہار فرمایا۔ ادارہ اس کے لئے ان کا ممنون ہے۔ ضرورت ہے کہ ملک کی خواتین اور معارف اسلام کا ممبر و خریدار طبقۂ نسواں فوراً اس طرف توجہ دیکر اس کی توسیع اشاعت کا اہتمام کرے تاکہ یہ پیغام زیادہ سے زیادہ خواتین تک پہنچ سکے۔

علوم خانہ داری پر مختصر مضامین بھیجئے:-

۱۔ مکان سے متعلق امور:- مکان کا انتخاب۔ کمروں کی تقسیم ضروری سامان۔ آرائش۔ روشنی۔ باورچیخانہ۔ صفائی۔ کوڑے کی جگہ۔ جراثیم پھیلانے والے جانداروں کی روک تھام مکھی، مچھر، چوہوں کے مارنے کے طریقے۔

اعضا کی صفائی:- آنکھ، کان، ناک، دانت، سر
معمولی بیماریوں کا علاج:- بیت الخلا کے آداب

(۲) غذا:- کھانے کی چیزوں کا ذخیرہ، مفید غذائیں مختلف کھانوں کے طریقے۔ مٹھائیاں۔ اچار، چٹنی، مربے وٹامن، بیماروں کا کھانا، موسمی غذائیں: پھل اور دودھ وغیرہ خوشحال گھرانے کی عورتیں باورچی خانے کے مسائل سے کیوں واقفیت حاصل کریں۔

(۳) لباس:- مختلف درجوں کے لوگ کیا پہنیں موسموں سے لباس کی نسبت۔ مردانہ، زنانہ اور بچوں کا لباس، مختلف تقریبوں کا لباس، شادی بیاہ کا لباس کپڑے خوشنما اور کفایت مند بھی ہوں۔ لباس کی حفاظت۔ دھلائی صفائی، استری، ریشمی، سوتی، اونی کپڑوں کی دھلائی، رنگ دینے کے طریقے۔ کپڑوں سے داغ دھبے دور کرنے کے طریقے۔ نماز کے کپڑے اسکول کا لباس۔

(۴) تربیت اولاد۔ بچوں کے نفسیات کا مطالعہ۔ تعلیم غذا، لباس، ورزش، تفریح وغیرہ

(۵) معاشرت:- والدین، بھائی بہن اور عزیزوں سے سلوک، شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض، تقسیم عمل، میزبانی اور مہمانی، سفر کے آداب۔ سفر کا ضروری سامان، تعلیم اور خانہ داری میں ہم آہنگی۔ عورت اور صحافت جائز تفریح، مدرسہ جانے کی تیاری۔ مدرسہ کے کام خوشی کے دن، غم کے دن۔ گھریلو کتب خانہ اور وقت کی پابندی۔

(۶) عام معلومات:- روزمرہ کے کاموں کی تنظیم ماہانہ اور سالانہ بجٹ۔ روزانہ آمدنی اور خرچ کی ... بینک میں روپیہ رکھنے کا طریقہ۔ ڈاکخانہ اور ریلوے کی معلومات، تھرمامیٹر دیکھنا، مختلف ... اور پیمانے۔ کارآمد اخبار اور رسائل کا مطالعہ۔

نوٹ:- خواتین اور مضمون نگار حضرات سے التماس ... ہے کہ معارف اسلام حصہ نسواں کے لئے مذکورہ مسائل ... اور اسی طرح کے ضروری عنوانات پر مضامین اور نظمیں ... لکھیں اور بھیجتے رہیں۔ جب یہ مضامین رسالہ میں مکمل ... جائیں گے تو انھیں کتابی شکل میں شائع کر دیا جائیگا۔

معارف اسلام کا نیا ٹائیٹل کور:- اس شمارہ کی ... میں دیکھیں اور ... اندازہ لگائیں کہ اس پر آپ کے ادارہ کی کس قدر رقم ... صرف ہوئی ہوگی۔ محض اس کو جاذب نظر بنانے کے لئے ... ہمارے محترم ماسٹر نثار مرتضوی (سکریٹری حلقہ ... راولپنڈی) مدت سے ادارہ کو خاص توجہ دلا رہے ... تھے اور کئی ڈیزائن بھی انھوں نے خود بنا کر ارسال فرمائے ... ادارہ کی نظامت نے مختلف ڈیزائنوں کو ملا جلا کر اور محترم ... نثار مرتضوی کے تخیل ۱۲ اور ۱۳ سے متاثر ہو کر ایک ... ڈیزائن پیش کر دیا ہے۔ اس کا معاوضہ ادارہ آپ سے ... صرف یہ چاہتا ہے کہ اس کے زیادہ سے زیادہ خریدار ... بنائیں اور ممبر سازی کریں۔ کیا امید رکھی جائے کہ جن حضرات ... نے ابھی تک ادارہ کا کوئی ممبر یا خریدار نہیں بنایا ہے ... اب اس طرف ضرور متوجہ ہوں گے۔

کم از کم ایک ممبر یا خریدار ضرور بنائیں!!!

التماس دعا:- ادارہ کے دیرینہ مخلص رکن ... جناب سید فرزند علی شاہ صاحب کاظمی راولپنڈی اکثر بیمار رہتے ہیں۔ ان کے لئے تمام مومنین سے دعائے صحت کی التماس ہے۔ ضرور صدق دل سے دعا فرمائیں۔

ڈویژنجات کے لئے سکریٹری :- مندرجہ ذیل حضرات گرامی گجرات، وزیر آباد، شیخوپورہ اور شاہدرہ کے لئے آئندہ انتخاب تک عارضی طور پر سکریٹری مقرر کئے گئے :-

گجرات :- سید ریحان جعفر کاظمی معرفت کیفے کارنر کچہری گجرات

وزیر آباد :- ماسٹر غلام حیدر صاحب مین بازار وزیر آباد

شاہدرہ :- سید علی رضا کاظمی معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب شاہدرہ

ضروری تصحیح :- گذشتہ شمارہ (ماہ مارچ) میں شاعر جام طہور کی نظم کا آخری شعر یوں درست ہے :-

خوشا نصیب دو عالم میں ہے لقب میرا
فقیر کوئے مدینہ۔ گدائے آلِ رسولؐ

درست کرلیں۔ سابقہ "میرا" کی بجائے "تیرا" لکھا گیا تھا

بقیہ "عورت قاتل کے پردہ میں" صفحہ ... اس کے علاوہ جمل کے لاتعداد مقتولین جو طرفین سے تہ تیغ ہوئے وہ بھی عورت کے اشارہ ابروئے پر موت مرے بیرون گشت؟ ... اسلام کا بار جس پر ہے وہ بھی بدنصیبی سے عورت ہے۔ اس مختصر مقالہ کا حاصل یہ ہے کہ حضرت رسول صلعم، فاطمہ زہراؑ، جناب امیر المومنینؑ، اور حسنینؑ علیہم السلام کے قتل میں اولاد ابوسفیان اور گروہ قریش کے سوا کسی یہودی نصرانی پر جرم عائد نہ تھا۔ یہ تھے عورت کے کارنامے۔ کیا ہم ہندہ جگر خوار سے اس کے ظاہری اسلام میں ذرہ برابر ہمدردی رکھ سکتے ہیں۔ کیا قطامہ نواصب کی وہ فرد نہ تھی جو رحمت الٰہی سے دوری کی حقدار کیا جعدہ اسلامیان عصر کے نزدیک سزاوار لعنت نہیں ہے جس نے امام حسنؑ کا گھر بے چراغ کیا۔ آج مصیبت کے پہاڑ گرائے گئے ظلم و استبداد کی بجلیاں چمکیں۔ اموی و عباسی ستم کی گرج سادات کے دل ہلاتی رہی مگر وہ اپنے مزاروں میں سکون و آرام کی نعیم ابدی سے ہم آغوش ہو کر روز قیامت تک کے لئے سو گئے۔ نجدی وہابیت نے اگرچہ ان کو بار بار جگانے کی کوشش کی اور چاہا کہ وہ بے نشان ہو جائیں۔ مگر درحقیقت وہ گوشہ لحد میں بیدار تھے اور خاموش رہ کر بتا رہے تھے کہ ہم زندہ ہیں اور اب بھی ہمارا خالق ظالم حکومت کا تختہ الٹ سکتا ہے اور ہمارے مصائب کی پاداش قیامت پر موقوف ہے ـــ عورت کے موضوع پر عورت اور اشکباری، عورت و دستکاری مجموعہ (عقیقہ) عورت، ذات اولاد، سہاگن، بیوہ، نئی دلہن اور بہت سے موضوعات ہیں۔ جن کی افادیت سورج کی کرن اور چاندنی سے زیادہ خوشنما اور غور طلب ہے۔